ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

بیادگار
مولانا مفتی محمود

26/34

سامراج کی لاش کو دفنانا

"میں اُن علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغِ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ ربِّ ذوالجلال کی قسم مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راستبازی سے سوچا ہے وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ میں اس سرزمین میں مجددالفؒ ثانی کا سپاہی ہوں، شاہ ولی اللہ اور اُن کے خاندان کا مبلّغ ہوں، سیّد احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا ہوں اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی جرأت کا پانی دیوا ہوں۔ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر صلحائے امّت کے لشکر کا ایک خدمت گذار ہوں جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں ہاں میں انہی کی نشانی ہوں۔ اُنہی کی صدائے بازگشت ہوں۔ میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے۔

میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسمؒ نانوتوی کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہندؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی قسم کھائی ہے۔ میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہوں گا اور چلتا رہوں گا۔ میرا اس کے سوا کوئی مُوقف نہیں میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ برطانوی سامراج کی لاش کو کفنانا اور دفنانا۔"

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

۲۰ شوال تا ۲۶ شوال ۱۴۰۱ھ
۲۱ اگست تا ۲۷ اگست ۱۹۸۱ء

شمارہ
۳۴

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسہ

نعت

ہر عاشقِ رسولؐ حقیقت شناس ہے
عشقِ رسولؐ عشقِ خدا کی اساس ہے

ہر چند معصیّت سے مرا دل اداس ہے
لیکن مجھے انہی کی شفاعت کی آس ہے

کس منہ سے ہم خدا کی عنایات گن سکیں
ہر موئے تن ہمارا زبانِ سپاس ہے

دیوانہ وار گھومتے ہیں لوگ اس طرح
جیسے بہشت گنبدِ خضرا کے پاس ہے

محشر میں عاصیوں کو وہ بھولیں غلط غلط
پیارے نبیؐ کو امتِ عاصی کا پاس ہے

لولاک کی نمود کا باعث ہے ان کی ذات
ان کا وجود کون و مکاں کی اساس ہے

اک بار اپنے در پہ بلا لیجیئے مجھے
لے دے کے ایک صرف یہی التماس ہے

محبوبِ رب کے فراق میں رہتا ہوں مضطرب
میرا کلام سوختہ دل کی بھڑاس ہے

ملتے ہیں دونوں ہونٹ محمدؐ کہیں اگر
اس نام کے حروف میں کتنی مٹھاس ہے

آنکھوں سے گرچہ دور ہے روضہ حضورؐ کا
لیکن مری نگاہِ تصور کے پاس ہے

تجھ کو تو فخر و ناز ہے مہرِ حبیب پر
پھر اے سرور کس لئے تو وقفِ یاس ہے

سرور بجنوری

ترجمان اسلام
لاہور پاکستان
مجلس

جلد ۲۴ شمارہ ۳۴

۲۰ شوال تا ۲۶ شوال

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر
ابوعمار زاهد الراشدی

مدیر معاون
زاهد طبند شهری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
مطبوعات نظام العلماء پاکستان

[illegible]

لیبر پالیسی کے ضروری تقاضے

اے۔ پی۔ پی کی ایک خبر کے مطابق لیبر پالیسی کے سلسلہ میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس جو اسلام آباد میں منعقد ہونے والا تھا، یوم پاکستان کی تقریبات میں وزراء کی مصروفیات کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے اور نئی تاریخ کا ابھی تک کوئی اعلان نہیں کیا گیا جبکہ محنت کش حلقوں کی طرف سے مختلف بیانات کے ذریعہ اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ لیبر پالیسی کا جلد از جلد اعلان کیا جائے۔

لیبر پالیسی کے بارے میں کافی عرصہ سے حکومتی سطح پر صلاح مشورے جاری ہیں اور متعلقہ طبقوں سے مشاورت کا اہتمام بھی کیا گیا ہے، لیکن ابھی تک محنت اور افرادی قوت کی وزارت اس سلسلہ میں کسی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچی۔

جہاں تک لیبر پالیسی کے تعین اور اس کے اعلان کا تعلق ہے اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ ایک معمول کی کاروائی ہے۔ ہر حکومت دیگر شعبہ ہائے حیات کی طرح محنت کشوں کے بارے میں اپنی پالیسی وضع کرتی ہے اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوتی ہے لیکن موجودہ صورتحال میں لیبر پالیسی کی اہمیت کو "معمول کی کاروائی" کے دائرہ میں محدود نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اخراجاتِ زندگی میں روزافزوں اضافہ اور اشیاء صرف کی آسمان سے باتیں کرتی ہوئی قیمتیں سب سے زیادہ محنت کش طبقہ پر اثرانداز ہوئی ہیں، اور مہنگائی کی زد سب سے زیادہ تنخواہ دار طبقہ بالخصوص لگی بندھی تنخواہ پر کام کرنے والے محنت کشوں پر پڑی ہے۔ اور اس لیے بھی لیبر پالیسی کی اہمیت زیادہ ہے کہ لادین عناصر نے محنت کش طبقہ کی ناداری اور مجبوریوں کا استحصال کرتے ہوئے اسے لادینی نظریات بالخصوص کمیونزم اور سوشلزم کے پرچار کے لیے کمین گاہ کی حیثیت دے رکھی ہے اور کمیونزم کی نظریاتی یلغار کا سب سے بڑا ہدف محنت کش مجبور و بے کس عوام بنے ہوئے رہے ہیں۔

اس صورت حال میں لیبر پالیسی کا معاملہ اور زیادہ سنگین صورت اختیار کر جاتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام و قوانین کے نفاذ کے لئے اقدامات ہو رہے ہیں لیکن مختلف اور متعدد عوامل کی وجہ سے ان پر عملدرآمد نہ ہونے کے باعث لادین عناصر کو اپنے نظریات کے فروغ کے لئے زیادہ محنت اور تگ و دو کا موقع مل رہا ہے اور اگر "سب اچھا" کی روایتی رپورٹوں سے ہٹ کر محنت کش طبقہ کے ذہنی رجحانات اور اس طبقہ میں مختلف حلقوں کی طرف سے ہونے والے ظاہری اور زیرزمین کام کا جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت سے فرار کا کوئی راستہ نہیں ملے گا کہ محنت کش طبقہ لادین عناصر کی سرگرمیوں کا سب سے بڑا شکار ہے۔

اور یہ عناصر اس تاک میں ہیں کہ نئی لیبر پالیسی میں انہیں اپنے مطلب کا مواد ملے اور وہ اسے بنیاد بنا کر محنت کشوں کے جذبات کو میدان میں لا کھڑا کریں۔ اس لئے ہم حکومت پاکستان اور وفاقی وزارت محنت کو معاملہ کی سنگینی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ اس معاملہ کو پوری سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ نمٹانے کی ضرورت ہے تاکہ لادین عناصر کو اپنے تخریبی مقاصد کی طرف بڑھنے کا کوئی اور بہانہ نہ ملے۔

باقی رہا لیبر پالیسی کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر تو اس سلسلہ میں ہم اصولی طور پر یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ جزوی ترمیمات اور اصلاحات کا نہیں ہے بلکہ پورے معاشی اور معاشرتی ڈھانچہ کو خلافت راشدہ کے سنہری اصولوں کی روشنی میں از سر نو مرتب کرنے کا ہے اور اسے اسی بنیاد پر ہی مستقل طریقہ سے حل کیا جا سکتا ہے۔

خلافت راشدہ میں ہمارے لئے اس بارے میں راہنمائی کا مکمل سامان موجود ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ہم اسے طبقات کے مفادات کے تحفظ کے آئینہ میں دیکھنے کی بجائے پوری قوم کے مفاد کو سامنے رکھیں اور بالخصوص مہنگائی اور مایوسی کی چکی میں پسنے والے محنت کش عوام کے مفاد کے تحفظ کو باقی تمام امور پر ترجیح دیں اس لئے کہ ملک کی معیشت کے ساتھ ساتھ ملک کے مستقبل کا دارومدار بھی اسی طبقہ پر ہے اور اس اکثریتی طبقہ کے مفادات اور حقوق کو نظر انداز کر کے قومی زندگی میں مثبت پیش رفت کو جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ خلافت راشدہ کے دو سنہری اصول اس سلسلہ میں ہماری واضح راہنمائی کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ مملکت اپنے تمام باشندوں کے بنیادی حقوق مثلاً خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور علاج کی ضامن ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ:

> اگر دریائے فرات کے کنارے پر کتا بھی بھوک سے مر جائے تو اس کے بارے میں عمرؓ سے سوال کیا جائے گا۔

اور دوسرا اصول یہ کہ ملک میں رہنے والے طبقات ملکیت کے حق میں آزاد اور حلال ذرائع سے زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کے استحقاق کے باوجود اس امر کے پابند ہیں کہ معیار زندگی میں یکسانیت یا کم از کم ایسا توازن ضرور اختیار کریں جس سے کسی بھی طبقہ کے لئے مایوسی اور پھر اس کے رد عمل کا شکار ہونے کا موقع نہ رہے۔ آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ دولت و سرمایہ سے بہرہ ور طبقہ نے قومی مفاد اور اجتماعی تقاضوں کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی زندگی میں سہولتوں اور عیاشی کا معیار اتنا اونچا کر لیا ہے کہ محروم طبقات یا تو اس معیار کے تعاقب میں حلال و حرام کی تمیز سے بے نیاز ہو گئے ہیں اور یا اس کے رد عمل میں لادینی نظریات کا شکار ہو رہے ہیں۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ لیبر پالیسی کی بنیاد:

۱۔ بنیادی حقوق کی ضمانت اور

۲۔ معیار زندگی میں یکسانیت یا کم از کم توازن کے دو اصولوں پر رکھی جائے اور معیار زندگی کی دوڑ کو روکنے کے لئے دو ٹوک اور بے لچک اقدامات کئے جائیں، کیونکہ اس کے بغیر کسی لیبر پالیسی پر محنت کش طبقہ کا اعتماد حاصل نہیں کیا جا سکے گا۔

پاکستان کے صاحب ثروت حضرات نے یہ تمام تر دولت اور سامان عیش و عشرت اسی قوم سے کمایا ہے اور ان کی تمام تر مالی حیثیت اس ملک کی بدولت ہے۔ اس لئے ملکی سالمیت اور ملک کی نظریاتی اساس کے تحفظ کے لئے معیار زندگی کی دوڑ میں اگر انہیں پیچھے بھی ہٹنا پڑے تو یہ ان کا ملک یا قوم پر کوئی احسان نہیں ہوگا بلکہ خود ان کا اپنا تحفظ بھی اسی میں ہے کہ وہ اپنی روش پر نظر ثانی کریں اور پرسہولت زندگی کی بلند فضاؤں میں اڑنے کی بجائے اپنے ہم وطن بھائیوں میں آ کر ان جیسی زندگی اختیار کریں تاکہ محروم طبقات کی مایوسیوں اور لادینی نظریات کے درمیان رابطہ کی اس کڑی کو توڑا جا سکے جو اس وقت ملک و قوم کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

معذرت

پچھلا شمارہ ۳۳ مالی مشکلات، کاغذ کے فقدان اور پریس مالکان کی بیجا سختی کی وجہ سے قدرے دیر سے شائع ہوا۔ ادارہ اس سلسلہ میں معزز قارئین سے معذرت خواہ ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اس بے قاعدگی کا اعادہ نہیں ہوگا۔ (ادارہ)

اللہ والوں کی دنیا — حافظ ارشاد احمد دیوبندی

بانیٔ احرار کی باتیں

امام المجاہدین رئیس الموحدین جاں نثار تحفظ عقیدہ ختم نبوت۔ مبلغ قرآن حکیم قائد آزادیٔ وطن، خطیب الامت بانیٔ احرار، علمبردار حکومت الٰہیہ شاہزادۂ اہلبیت حضرت امیر شریعت الحافظ مولانا السید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری قادری حسنی نور اللہ مرقدہٗ کو ہم سے رخصت ہوئے ۲۱ اگست ۱۹۸۱ء کو پورے بیس سال کا ایک بہت بڑا عرصۂ جدائی بیت رہا ہے، مگر حقیقت تو یہ ہے کہ جب دل کی گہرائی سے حضرت شاہ جی کا تصور کیا جاتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابھی ابھی آپ کی محفل مبارک کے فیوضات اور تبلیغی اجتماع میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق مدلل اور محقق تقریر سن کر لوٹ رہے ہیں۔ ایسے لوگ صدیوں بلکہ کئی صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور اپنی تاریخ بنا کر داغ جدائی دے جاتے ہیں تو متعلقین اور معتقدین اس جدائی اور فراق میں تڑپتے رہتے ہیں کہ:

لو کانت الدنیا تدوم لواحد ۔ لکان رسول اللہ فیہا مخلدا

اگر اس دنیا میں کسی ایک کو رہنے کا حق ہوتا تو لاریب وہ حضرت نبی کریمؐ کا وجود مقدس ہوتا

جامع شخصیت

حضرت شاہ جیؒ بروز جمعہ بوقت سحری یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ ۲۳ دسمبر ۱۸۹۲ء پٹنہ عظیم آباد صوبہ بہار (انڈیا) میں پیدا ہوئے آپ کا نام نامی واسم گرامی ددھیال کی طرف سے عطاء اللہ اور ننھیال کی جانب سے شرف الدین احمد رکھا گیا۔ کنیت ابوالعطاء یا۔ خطاب امیر شریعت اور تخلص ندیم فرمایا کرتے تھے۔ اس دنیا میں تقریباً اکہتر برس رہائش پذیر رہے۔ بچپن اور حصول تعلیم کے چند سالوں کو چھوڑ کر پچاس سال (نصف صدی) آپ نے سامراج فسق وفجور، شرک و بدعت اور سارقین ختم نبوت کا زبردست تعاقب کیا اور اپنی سراپا طوفانی اور انقلابی زندگی میں اعلائے کلمۃ الحق آزادیٔ وطن اور غلبۂ اسلام کے لئے بے شمار اور عظیم کارہائے نمایاں انجام دیے۔ آپ کی باغ و بہار طبیعت کے اقوال زریں آج بھی جس مجلس میں بیان کئے جائیں وہ محفل لعنت کے متعدد عجیب وغریب الفاظ سے متعارف ہو کر شاہ جیؒ کو بہت ساری دعائیں دیتی ہے۔

شاہ جیؒ کی ملکی وملی خدمات کا اعتراف آپ کے سب ہمعصر راہنماؤں کو رہا۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے ایک بار روزنامہ زمیندار لاہور کے دفتر میں حضرت شاہ جیؒ کے روبرو فرمایا تھا کہ:

"بخاری! تو نے لوگوں کو اپنی تقاریر کا جو پلاؤ اور قورمہ کھلا کر اب ان کا دماغ خراب کر دیا ہے۔ اے ظالم! اس کے بعد ہمارے ساگ ستو کو کون پوچھے گا۔"

اور اس کے بعد جذبات سے مغلوب ہو کر حضرت شاہ جیؒ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ پھر جب سیاسی اختلاف بڑھے تو اپنے رسالہ میں لکھا کہ:

"یہ شخص (یعنی حضرت شاہ جیؒ) جادوگر ہے..... لوگ اس کی تقریر سے مسحور ومبہوت ہو جاتے ہیں۔"

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ نے شاہ جی سے مخاطب ہو کر ایک اجتماع میں فرمایا:

میرے بھائی! آپ کے اس بیان اور اس خدمت پر ملک وملت کا ہر گوشہ خوش اور شکر گزار ہے۔

حضرت مولانا آزادؒ جیسی شخصیت کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ معمولی نوعیت کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو ہندوستان کے امام ابن تیمیہؒ (مولانا آزادؒ) کی زبان فیض ترجمان سے آپ کے حق میں نکلے۔ مجدد ملت حضرت علامہ مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ:

"بھائی عطاء اللہ شاہ صاحب کی کیا بات!"

کرتے ہو۔ ان کی باتیں تو عطاء اللہ کی ہوا کرتی ہیں۔"

نواب بہادر یار جنگ نے فرمایا کہ:

"کاش! میں اس شخص کو مسلم لیگ میں لا سکتا؟ اگر یہ میرے ساتھ ہو تو چھ ماہ کے اندر اندر میں انقلاب برپا کر سکتا ہوں۔"

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی قدس اللہ سرہ نے حضرت شاہ جیؒ کی علالت پر بغرض عیادت تشریف لائے۔ بیماری کے باعث آپ کو لاغر پایا تو آپ کی خدمات کا پہلے تو کافی دیر تک ذکر کرتے رہے۔ پھر شاہ جیؒ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"شاہ جی! آپ تو بہت ہی کمزور ہو گئے ہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ معمولی سی تکلیف ہے۔ مجھے کیا خبر تھی کہ آپ اس حالت کو پہنچ گئے ہیں۔ شاہ جی! تم کسی ایک کے نہیں تم تو سب کے ہو۔ تمہیں اس حال میں دیکھ کر مجھے بہت بڑا دکھ ہوا ہے۔ تم نے پہلے بھی بڑا کام کیا اور ابھی تمہیں بہت کچھ کرنا ہے۔ شاہ جی اپنی صحت کا خیال رکھو۔ شاہ جی! تم تو اسلام کی مشین ہو۔ تمہاری ابھی بہت ضرورت ہے۔"

حضرت شیخ الاسلام مرحوم نے جو کچھ فرمایا واقعی صحیح ہے۔ حضرت شاہ جیؒ کو بھی اپنے ان بزرگوں کے ساتھ جو تعلق خاطر تھا وہ الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل ہے اور آپ اپنی ہر تقریر میں بڑے عجیب الفاظ میں اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو جب بہاولپور اسٹیشن پر حضرت شیخ الاسلامؒ کی وفات کا علم ہوا تو بقیہ سفر منسوخ کر دیا۔ گاڑی سے اترے۔ مرزا جانباز صاحب کے ساتھ آپ کی جائے وفات پر پہنچے۔ جب موت کی تصدیق اپنی آنکھوں سے ہو گئی تو کافی دیر تک آنسو بہاتے رہے۔ وہیں آپ نے فی البدیہہ یہ مشہور رباعی بھی تخلیق کی جو قارئین حضرات کی خدمت میں حاضر ہے:

تو چہ دانی کہ چہ بر حافظ دل گیر گذشت
چوں صدی خواست کہ علامہ شبیرؒ گذشت
شارح مسلم و ہادی صاحب تفسیر گذشت

احقر راقم عفا اللہ عنہ نے صرف مشتے نمونہ از خروارے چند بزرگوں اور راہنماؤں کے خیالات کا حضرت شاہ جیؒ سے متعلق ذکر کر دیا ہے ورنہ اگر صرف "شاہ جیؒ کے بارے میں راہنماؤں کے خیالات" کو جمع کر دیا جائے تو ایک مستقل کتاب تصنیف ہو سکتی ہے۔

حضرت امیر شریعت اور ریاضت

اکثر حضرات حضرت شاہ جیؒ کو بحیثیت ایک مبلغ اعظم، اعلیٰ مقرر، جری، کھرا سچا انسان، امام المجاہدین اور پختہ کار سیاستدان کی حیثیت سے جانتے اور پہچانتے ہیں حالانکہ آپؒ ایک بہت بڑے عابد، شب بیدار صوفی کامل اور بہت بڑے اللہ والے تھے۔ اس دعویٰ کی دلیل شاہ جیؒ کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

"ستاروں سے میں نے بازی لگا رکھی تھی۔ پھر یہ کبھی نہیں ہوا کہ ستارے پہلے طلوع ہوں اور میں پیچھے جاگوں۔ میں نے ہمیشہ اس کو شکست دی۔ ہمیشہ پہلے اٹھا۔ اور معمولات پورے کئے پھر خدا کی جو جو رحمتیں نازل ہوئیں ان کا کیا ٹھکانہ۔ بے لطائف کھل گئے۔ میں فضاؤں میں پرواز کرتا اور ارواح قدسیہ سے ہمکلامی کی کیفیت محسوس کرتا تھا۔ روح کا تو یہ حال تھا لیکن جسم کی یہ کیفیت تھی کہ شب و روز جو کے ستو میں صرف نمک اور پانی ملا کر یا تنور کی پکی ہوئی خشک روٹی کے خستہ ٹکڑے کھاتے رہنے سے میں سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا"

(سوانح الامام ص ۱۷)

اب آپ ہی اندازہ لگائیں اور اس اجمال کی تفصیل اگر ان صفحات میں رقم کی جائے تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ ہمارا اپنا مشاہدہ ہے کہ جب ہم دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت سے صبح کے وقت ملنے کی آرزو لے کر جاتے تو اکثر ہم آپ کو عبادت میں مشغول پاتے۔ بعض دفعہ تو ہاتھ کا اشارہ کر کے ہمیں واپس کر دیا جاتا اور بعض دفعہ مسکرا کر فرماتے "میرا یہ گداگری کا وقت ہے" تم واپس ہو جاؤ۔ مگر بقول حضرت شیخ التفسیر مولانا لاہوری نور اللہ مرقدہ آپ نے اپنی ظرافت طبیعت سے اپنی اس بزرگی، شب زندہ داری، چلہ کشی وغیرہ کو چھپا رکھا تھا۔ اگر کوئی مرید اور معتقد اس کا اظہار بھی کرتا تو آپ فرماتے میں تو جیل میں لے جانے والا پیر ہوں۔ اگر آپ کو خوشحالی چاہئے تو فلاں فلاں... حضرات کی بیعت کر لو۔

سیاست کا ہیرو

شاہ جی بہت بڑے سیاستدان بھی تھے مگر سیاست میں بھی آپ مکر و فریب، دجل و کذب اور دیگر موجودہ مذموم لوازمات سے کوسوں دور رہتے۔ اعلیٰ مدبر و مفکر ہونے کے باوجود اور نامور سیاستدان ہوتے ہوئے اپنے لئے صرف ایک چھوٹا سا کمرہ برائے رہائش بھی تیار نہ کرا سکے۔ پاکستان میں ہمیشہ کرائے کے مکان میں رہے۔ اگر اس معاملہ میں کسی نے بخشش کی کوشش کی تو خود ہی اسے بڑی سختی سے رد فرما دیا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ" مصنفہ آغا شورش کاشمیری مرحوم۔ ذیل میں ہم خود حضرت شاہ جیؒ کا اپنا ایک فرمان رقم کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"بھائی ہم لوگ آندھی بن کر اٹھے اور بادل بن کر برس گئے۔ ہمتیں اور کام کی دھن لے کر چلے لیکن اخلاص کے ساتھ اور اس خیال سے کہ ہمیں کام کرنا ہے۔ نام نہیں چاہئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ملک کی تمام جماعتوں، ان کے لیڈروں اور کارکنوں کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اور پھر ان کے آغاز و انجام کا حال کیسی

معلوم ہے اور ہم فقیروں کی ٹولی کا حال ساری دنیا جانتی ہے۔ لوگ حیرت اور تعجب سے پوچھا کرتے ہیں کہ یہ آپس میں کبھی بھی نہیں لڑتے آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ اگر موقع ہو تو بتاؤں کہ یہی ایک بات راز کی ہے ورنہ ہمارا تمام زندگی میں کوئی راز تھا نہ ہے نہ ہوگا کہ ہم جمع ہوئے تو قوم و ملک اور دین کے لئے نہ محض عہدوں اور وزارتوں کے لئے، نہ مال و دولت اور شہرت و ناموری کے لئے ورنہ اس حساب سے ہم میں بہت سے ساتھی کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے........

بس بات ایک ہی تھی اور وہ یہ کہ کام کیا جائے جس سے جماعت کا بھلا ہو، قوم اور ملک کا بھلا ہو۔ چھوٹے آگے آئیں اور بڑے تدریجاً پیچھے ہٹیں اور صرف رہنمائی کریں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو مشورہ دیں اور عملی طور پر ہاتھ بٹائیں اور مرنے کا وقت آئے تو سب کارکنوں اور رضاکاروں سے وہ آگے ہوں تاکہ محض لیڈری نہ رہے۔ آخر جنہیں لوگوں کی اولاد کا خیال نہ رہے وہ اپنی اولاد کے لئے کب مخلص ہو سکتے ہیں۔ ہمیں آج کل کے خود غرض سیاسی لیڈروں کی طرح منہ پر تعریف، اور درپردہ سازشیں کرنے کا ڈھنگ ہی نہیں آیا اور خدا کی لعنت ہو ایسی منافقانہ رفاقت پر

(سواطع الالہام)

اس مختصر اقتباس سے آپ نے حضرت شاہ جیؒ کے ساتھ ساتھ مجلس احرار اسلام کی جماعتی پالیسی سے متعلق بھی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ یہ فقراء، لوگ کس دُھن سے ملک و ملت کا جذبہ لے کر کام کرتے رہے اور بوالہوس سازشی لوگ تا حال ان کو بدنام کرنے کے لئے حیلے بہانے سے کام کرتے آ رہے ہیں۔

قوم سے محبت کی ایک مثال

روایت ہے کہ حضرت شاہ جیؒ معمول کے مطابق جیل میں تھے وہاں ایک انگریز افسر آیا۔ اس انگریز کے ساتھ کتا بھی تھا۔ انگریز کو پانی کی ضرورت تھی اور حضرت شاہ جیؒ کے پاس پانی کے دو لوٹے موجود تھے۔ اس انگریز نے پانی مانگا جو کہ حضرت شاہ جیؒ نے اس کو بلا تردد فوراً دے دیا، مگر جس برتن میں اس کو پانی دیا اس برتن کو پھر خوب دھویا۔ انگریز نے منہ بنا کر دریافت کیا کیا آپ کو مجھ سے نفرت ہے اور اس نفرت کی اجازت آپ کو اسلام بھی دیتا ہے؟

فرمایا "نہیں تم سے نفرت نہیں اس لئے کہ میں چھوت کا قائل نہیں اور نہ ہی اس بات کی مجھ کو اسلام اجازت دیتا ہے۔"

اس نے مکرر پوچھا پھر آپ نے اس برتن کو دھویا کیوں؟

حضرت شاہ جیؒ نے کتے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس نجس العین کتے کی وجہ سے۔

انگریز نے کہا کہ یہ جانور تو بہت وفادار ہے۔ کیا آپ اس کی تاریخ سے آگاہ نہیں؟

فرمایا "تمہارا خیال ٹھیک ہے کہ یہ جانور وفادار ہے، مگر آپ کو اس کی تاریخ سے پوری آگاہی نہیں۔ یہ جانور اپنی قوم کا بدترین دشمن ہے۔"

انگریز نے حضرت شاہ جیؒ کے اس فرمان کو تسلیم کر لیا اور کتے کو رخصت کر دیا۔

اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شاہ جیؒ کو اپنی قوم اور اپنے ملک سے حد درجہ انس اور تعلق خاطر تھا جس کا آپ نے کئی بار اظہار بھی فرمایا۔ اکثر قوم کی اصلاح کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو کر فرمایا کرتے تھے:

"افسوس کہ میری داڑھی کے بال قوم کی اصلاح کرتے کرتے سفید ہو گئے ہیں مگر قوم کے دلوں کی سیاہی دور نہیں ہوئی۔"

اللہ اکبر! قوم و ملک کا کس قدر خیال ہے

حصول آزادی کے لئے شاہ جیؒ اور مملکت خداداد پاکستان

جس جرأت اور بہادری کے ساتھ مرحوم نے انگریز سامراج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر برصغیر میں انگریز کو پشیمان کیا ہے اور یہاں سے بوریا بستر باندھنے کے لئے اس کو مجبور کیا ہے تاریخ بخاریؒ میں یہ واقعات سنہری حروف اور جلی عنوانات کے ساتھ آج بھی ملاحظہ کر کے فرزندانِ توحید فخر کر سکتے ہیں اگر بعض لوگوں کے دلوں میں روشنی جیسی نعمت عظمیٰ موجود نہیں وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں اور ٹکریں ان کی ذمہ داری ہم قبول کرنے سے معذور اور مجبور ہیں۔ خدا گواہ ہے کہ مؤرخ آزادیٔ وطن کی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں کر سکتا جب تک اس مرد مجاہد کے کارناموں کو اپنی تاریخ میں جگہ نہ دے۔ حضرت نور اللہ مرقدہٗ اپنی پوری حیات طیبہ میں حق کے مفاد اور باطل کے لئے جلاد رہے۔ حق کی خاطر شاہ جی مرحوم کو متعدد بار وقت کے نمرود کی آگ میں کودنا پڑا۔ اس لئے آپ کی زندگیٔ مبارک کا اکثر حصہ جیل اور ریل کی نذر ہو گیا۔ علامہ طالوت مرحوم نے خوب ترجمانی کی ہے

صبح یا ہیں گزرتی ہے شب کسی جیل میں گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو اس ریل میں گزرتی ہے

آج کل معاشرہ بہت سی وباؤں کا شکار ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر آدمی انا ولا غیری کی صدا بلند کر رہا ہے۔ اس لئے ہر آدمی خود کو محب وطن قرار دے کر آزادیٔ وطن کے راہنماؤں اور مجاہدین کو غدار کہتے ہوئے نہیں شرماتا۔ سیدنا حضرت امیر شریعتؒ کو بھی یہی چونکہ چنانچہ جیسی جھوٹی اور مصنوعی روایات کا سہارا لے کر آئے دن اخبارات و رسائل میں ملک دشمن کہہ کر تاریخ کا منہ چڑایا جاتا ہے حالانکہ اس میدان حرب میں شاہ جی کی عدیم المثال قربانیوں کے تذکرہ کو عام کرنے کی ضرورت ہے مگر ہائے افسوس سکول و کالج کی نصابی کتب میں ان مجاہدین کا نام تک بھی نہیں ملتا پھر آزادیٔ وطن کے بعد بھی شاہ جیؒ نے تمام اکابر سے بڑھ کر پورے ۱۴ - ۱۵ برس تک

ملک کی خدمات انجام دی ہیں شاہ جی کے اپنے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

"میں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا۔ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی کسی حرکت پر شرمندگی یا ندامت نہیں ہے۔ میرا دماغ غلطی کر سکتا ہے لیکن میرے دل نے کبھی غلطی نہیں کی۔ مجھ سے وفاداری کا ثبوت مانگنے والے پہلے اللہ اور اس کے رسول کو وفاداری کا ثبوت دیں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو انسانیت و ضمیر کی سوداگری کرتے ہیں۔ ان شخصوں کو میں دمعوپے چپا ڈالے اس اولاد سمجھتا ہوں جو قوم کو بیچتا پھرے، ملک سے غداری کرے اور صرف بنڈیا پیٹ کمانے اس پیٹ میں جمع کرے۔ میں نے ایک اللہ کے آگے جھکنا سیکھا ہے میں ان لوگوں کا وارث نہیں ہوں جنہوں نے درباروں اور دعوتوں میں پالے ہیں۔ میں ان لوگوں کا وارث ہوں جو شہادت کے راستہ میں سروں کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ میں پاکستان سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنا کوئی اور دعویٰ کر سکتا ہے میں خوش ہوں اور میری خواہش ہے کہ اس ملک سے انگریز نکل گیا ہے۔ میں دنیا کے کسی حصہ میں سامراج کو نہیں دیکھ سکتا۔ میں اس کو قرآن اور اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اب پاکستان بن گیا ہے۔ اس نے جس جس مجھے پکارا واللہ باللہ میں اس کے ذرہ ذرہ کی حفاظت کروں گا۔ میں قول کا نہیں عمل کا آدمی ہوں۔ اگر ملک کی طرف کسی نے آنکھ اٹھائی تو وہ میں پھوڑ دوں گا اور کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ میں توڑ دوں گا اور کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ میں کاٹ دوں گا میں اپنے وطن عزیز کے مقابلہ میں نہ اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہوں اور نہ ہی اولاد کو۔ میرا خون پہلے بھی تمہارا تھا اور اب بھی تمہارا ہے۔"

(از سیدنا امیر شریعت مرحوم)

کسی تقریر کے دوران کسی نے دریافت کیا کہ شاہ جی ملکی معاملات میں آپکی کارگزاری (CONTRIBUTOIN) کیا ہے اور کونسا مثبت نظریہ ہے جس کے لئے آپ آزادیٔ وطن کے لئے کام کر رہے ہیں؟

فرمایا یہ فیصلہ تو مجھ سے دریافت کرنے کی بجائے آپ کو ہی کرنا چاہیئے کہ ملکی سیاست میں میری (CONTRIBUTION) کیا ہے۔ ہاں میں تو خلوص نیت سے یہ جانتا ہوں کہ میں نے لاکھوں ہندوستانیوں کے ذہن سے انگریزوں کو نکال پھینکا ہے۔ میں نے کلکتہ سے خیبر تک اور سری نگر سے راس کماری تک دوڑ لگائی ہے بلکہ وہاں بھی پہنچا ہوں جہاں دھرتی پانی نہیں دیتی۔ رہا یہ سوال کہ آزادی کا وہ کونسا تصور ہے جس کے لئے میں لڑتا رہا ہوں تو سمجھ لیجئے اپنے ملک میں اپنا راج آپ غالباً مجھ سے کسی کتابی آئیڈیا لوجی کا پوچھ رہے ہوں گے۔ بابو یہ کتابی نظریے عموماً زرد رنگ ہوتے ہیں۔ فی الحال جو مرحلہ درپیش ہے وہ کسی مثبت تصور کا نہیں منفی تصور کا ہے۔ ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ غیر ملکی طاقت سے گلو خلاصی حاصل ہو۔ اس ملک سے انگریز نکلیں، نکلیں کیا نکالے جائیں تب دیکھا جائے گا کہ آزادی کے خطوط کیا ہوں گے۔ آپ تو نکاح سے پہلے چھوہارے باٹنا چاہتے ہیں۔ پھر میں کوئی دستوری نہیں سپاہی ہوں۔ تمام عمر انگریزوں سے لڑتا رہا اور لڑتا رہوں گا۔

(از سیدنا حضرت امیر شریعتؒ)

غیر متعصب اور منصف مزاج لوگوں کے لئے تو یہی کافی ہے اور شاہ جیؒ کی عظمت کے لئے آپ کا ایک ایک جملہ شاہد ہے مگر جن کے دلوں میں میل اور کھوٹ ہے تو

ع ایسے ظالم کا کیا کرے کوئی

وفات

۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ، ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء بروز پیر بوقت بعد از عصر در مکان کرایہ اکہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ جنازہ آپ کے جانشین خلف اکبر حضرت علامہ مولانا السید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے پڑھایا۔ جنازہ میں لاکھوں معتقدین اور رضاکاران احرار نے شرکت کی۔ بقول حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی ان لاکھوں عوام کے جم غفیر کو دیکھ کر ملتان کے ایک بڑے افسر نے کہا کہ قاضی صاحب! کیا ایسا جنازہ چشم فلک نے دیکھا ہو گا؟

قاضی صاحب مرحوم نے جواباً فرمایا "اور ایسا انسان بھی چشم فلک نے خال خال دیکھا ہو گا۔"

> میں پاکستان سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنا کوئی اور دعوے کر سکتا ہے

ابو عمار زاہد الراشدی

امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا تعلق سرفروشوں کے اس قافلہ سے تھا جس نے برطانوی سامراج کے بازوئے شمشیر زن پنجاب میں بغاوت کا خون گرمایا اور جاگیردارانہ نظام کے ستائے ہوئے مظلوم عوام کو انقلاب کی راہ دکھائی۔

پنجاب کی سرزمین آزادی کی تحریکات کے لئے ہمیشہ بنجر ثابت ہوئی ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جس دور میں کانگریس جمعیۃ علماء ہند اور مسلم لیگ پورے برصغیر کی سیاست پر چھائی ہوئی تھیں پنجاب کی سیاست پر اس وقت بھی انگریز کے ٹوڈی زمینداروں اور جاگیرداروں کا قبضہ تھا۔ حتیٰ کہ مسلم لیگ کو پنجاب میں یونینسٹ گروپ کے ساتھ مفاہمت پر مجبور ہونا پڑا اور مسلم لیگ کے اسی فیصلہ کی بدولت آج تک پاکستان کی سیاست جاگیرداروں اور نوابوں کے چنگل سے نجات حاصل نہیں کر سکی۔

پنجاب میں جاگیرداروں اور نوابوں کی سیاست کو سب سے پہلے جس قوت نے للکارا، اور جس نے مزدوروں کسانوں اور غریب عوام کو شعلۂ جوالہ بنا کر جاگیردارانہ سیاست کے بالمقابل لا کھڑا کیا اس قوت کا نام "مجلس احرار اسلام" ہے اور اس کاروانِ صدق و صفا کے ترجمان اور اس کی زبان سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جس وقت شعور کی آنکھ کھولی برصغیر میں ظلم و ستم اور جبر و تشدد کا بازار گرم تھا تحریکِ خلافت اپنا دورِ عروج گزار کر فطری عمل سے دوچار ہو رہی تھی۔ جلیانوالہ باغ میں جنرل ڈائر کی وحشت و بربریت نے برطانوی سامراج کے عزائم کو بالکل عیاں کر دیا تھا۔ اس وقت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ امرتسر کی ایک چھوٹی سی مسجد کے امام تھے اور ایک مدرسہ میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

رگوں میں گردش کرنے والے نجیب الطرفین خون کی حرارت نے تعلیم مکمل کرنے کی مہلت نہ دی اور امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ کی سنت ادا کرتے ہوئے یہ سید بھی تعلیم کی وادی چھوڑ کر میدانِ کارزار میں کود گیا۔

شاہ جی نے سب سے پہلے خلافت کمیٹی کے پلیٹ فارم پر خداداد خطابت کے جوہر دکھائے اور کانگریس کے اجلاسوں میں بھی شرکت کا موقع ملا، لیکن سیاست میں باضابطہ حصہ اس وقت لیا جب پنجاب خلافت کمیٹی کے ارکان نے مرکز سے ناراض ہو کر "مجلس احرار اسلام" کے نام سے الگ جماعت کے قیام کا اعلان کر دیا۔

چودھری افضل حقؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا مظہر علی اظہرؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور ان کے رفقاء نے پنجاب میں نئی سیاسی جدوجہد کا اعلان کیا جاگیرداروں اور نوابوں نے سوچا کہ یہ تیسرے طبقے کے سفید پوش کیا سیاست کریں گے؟ لیکن ان قلندروں نے خالی جیبوں اور پھٹی پرانی خاک آلود پوشاکوں کے ساتھ ایسی سیاست لڑی کہ جاگیرداروں اور ان کے آقا فرنگی سامراج کے پسینے چھوٹ گئے۔

یہ ان قلندروں ہی کی سیاست کا کرشمہ تھا کہ جس پنجاب میں "سرکار" کے خلاف سوچنا "وفاداری" کے منافی سمجھا جاتا تھا وہاں سے ۱۹۳۱ء کی تحریک کشمیر میں ۳۵ ہزار سے زائد افراد نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کیا اور جو نواب و جاگیردار اپنے مقابل نوابوں اور جاگیرداروں تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے انہیں الیکشن کے میدان میں مالی طور پر ان کے ملازموں سے بھی نچلے درجے کے سیاسی کارکنوں نے شکست دی۔

اسے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ولولہ انگیز خطابت کا کرشمہ کہیں یا احرار رہنماؤں کی پنجاب شناس "حکمت عملی" کا نتیجہ قرار دیں کہ شعلہ نوا مقررین کے اس گروہ نے بہت تھوڑے عرصہ میں پنجاب کے عوام کو نہ صرف فرنگی دشمنی کے پلیٹ فارم پر مجتمع کر دیا بلکہ فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے "قادیانیت" کے راستے میں بھی نفرت اور غیظ و غضب کا سدِ سکندری کھڑا کر دیا۔

پنجاب کا اپنا ایک مخصوص سیاسی مزاج ہے جس میں مذہب کے ساتھ بے پناہ عقیدت، فرقہ واریت، ہنگامہ آرائی، جذباتیت، بھیڑ چال اور خوف کے عناصر کا دخل زیادہ

ہے۔ احرار رہنماؤں کی حکمت عملی پر جذباتیت اور ہنگامہ خیزی" کا الزام جتنی بھی شدت کے ساتھ عائد کیا جائے بہر حال یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں کہ یہ "حکمت عملی" پنجاب کے مخصوص مزاج کو سامنے رکھ کر ترتیب دی گئی تھی کیونکہ پنجاب کی اس خصوصیت کو آج تک جس سیاسی گروہ نے بھی نظر انداز کیا ہے اس نے یہاں منہ کی کھائی ہے۔

"احرار" کا عروج بھی اسی حکمت عملی کا نتیجہ تھا اور مسجد شہید گنج کی تحریک میں مجلس احرار کے مخالفین نے اسے شکست بھی اسی حکمت عملی کے تحت دی ہے۔

الغرض امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء نے پنجاب میں سیاسی بیداری کے لئے ہراول دستہ کا فریضہ انجام دیا اور پنجاب کی سیاست ہمیشہ کے لئے ان کی اس جد و جہد اور قربانی پر ان کی شکر گزار و معترف رہے گی۔

بات دراصل شاہ جی کی ہو رہی تھی کہ انہوں نے سیاسی زندگی کا آغاز خلافت کمیٹی اور کانگریس کے پلیٹ فارم سے کیا۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام کی قیادت میں شریک ہوئے اور پھر اسی کے ہو کر رہ گئے۔ اس پلیٹ فارم پر انہوں نے ولولہ انگیز تحریکات کی قیادت کی۔ قادیانی فتنہ کا تعاقب کیا۔ پورے برصغیر میں قریہ قریہ گھوم کر انگریز کے خلاف بغاوت کے شعلے بھڑکائے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریک آزادی کی اپنے خون جگر سے آبیاری کی اور عزیمت و استقامت کی نئی روایات قائم کیں۔

شاہ جیؒ کی خصوصیت ان کی خداداد خطابت تھی۔ ان کی اس نمایاں خصوصیت کے سامنے ان کے باقی کمالات ماند پڑ گئے تھے۔ حتی کہ آج بھی اکثر لوگ انہیں خطابت ہی کے حوالہ سے یاد کرتے ہیں، لیکن یہ انتہائی زیادتی کی بات ہوگی اور اب تک ہو رہی ہے کہ خطابت اور جادو بیانی کے علاوہ شاہ جی کی دوسری خصوصیات اور کمالات کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی گئی حالانکہ یہ بات پنجاب میں سیاسی جد و جہد کرنے والوں کے لئے بطور خاص توجہ اور تجزیہ کی مستحق ہے کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرقہ وارانہ ذہن کے حامل پنجاب میں جہاں ابھی تک مذہبی فرقوں کے درمیان بے اعتمادی کی فضا موجود ہے مختلف فرقوں کے علماء کو ساتھ لے کر ایک ایسے گروپ کی تشکیل کی جس نے پنجاب کے فرقہ وارانہ ذہن پر کاری ضرب لگائی۔

مولانا مظہر علی اظہر اور سید مظفر علی شمسی جیسے ممتاز شیعہ رہنما۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی جیسے کٹر دیوبندی، مولانا داؤد غزنویؒ جیسے راسخ العقیدہ اہل حدیث اور صاحبزادہ سید فیض الحسن جیسے پختہ بریلوی زعماء کو ایک لڑی میں منسلک کیا اور ان سب کو ساتھ لے کر پنجاب میں حریت و استقلال کی شمع روشن کی۔

تاریخ آزادی برصغیر سے دلچسپی رکھنے والا کوئی بھی شخص اس سوال کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پنجاب کے نوجوانوں کو فرنگی سامراج کے خلاف بغاوت اور سرکشی کے لئے آمادہ کیا اور اس شان سے کہ پنجاب کے دامن سے "سرکار کی وفاداری" کے سارے دھبے دھل گئے اور پنجاب کی اس سیاسی بیداری نے فرنگی سامراج کو یہ باور کرنے پر مجبور کر دیا کہ اب برصغیر میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ سب کچھ آخر کیوں ہوا؟ اور بوریہ نشین فقیروں کے ایک گروہ نے پنجاب جیسے بڑے صوبے کی سیاست میں اتنی بڑی تبدیلی کس طرح پیدا کر لی؟ یہ سوال گہرے تجزیہ و تحلیل کا مستحق ہے اور جب یہ سوال تجزیہ و تحلیل کی چھلنی سے گذر کر اپنی اصل صورت میں سامنے آئے گا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عظمت پہلے سے اجاگر ہو کر منظر عام پر آئے گی اور یہی عظمت پنجاب میں دینی انقلاب کیلئے جد و جہد کرنے والوں کو انکی منزل کی طرف روشنی دکھائے گی۔

اعلانِ داخلہ

مدرسہ عربیہ جامعہ صدیقیہ

بہل، تحصیل بھکر ضلع میانوالی

علاقہ کی معیاری دینی درسگاہ ہے۔

پُرسکون ماحول کھلی فضا

عمدہ انتظام، بہتر تعلیم

مدرسہ کا امتیاز ہے

مسافر طلباء کو طعام و قیام لباس و علاج کی سہولتوں کے ساتھ ساتھ دس روپے سے پچاس روپے تک حسب درجات ماہانہ وظیفہ مقرر ہے۔

داخلہ محدود ہوگا

شائقین جلد رجوع کریں۔

(المعلن) (حضرت مولانا) **اللہ بخش صاحب صدیقی**

مہتمم مدرسہ عربیہ جامعہ صدیقیہ

نزد لاری اڈہ، ریلوے روڈ، بہل، تحصیل بھکر، ضلع میانوالی

مدرسہ عربیہ رشیدیہ (رجسٹرڈ) شاہ جمال

عرصہ پندرہ سال سے قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ امسال مدرسہ ہذا میں درجہ کتب کی تعلیم کے لئے مولانا اصغر علی صاحب فاضل خیر المدارس وسابق صدر مدرس مدرسہ دار العلوم الحسینیہ شہداد پور کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں

داخلہ: ۲۵ شوال ۱۴۰۱ھ تک جاری رہیگا

اپیل: مدرسہ کے دار القرآن کی تعمیر نو کی تجویز زیر غور ہے۔ ہر قسم کے صدقات عطیات۔ خیرات اور چرم ہائے قربانی وغیرہ کا مدرسہ ہذا مستحق ہے۔

منجانب: **انجمن مدرسہ عربیہ رشیدیہ** رجسٹرڈ

شاہ جمال، تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

عبدالحفیظ بن عبدالعزیز

حجاج بن یوسف
تاریخِ اسلام کا روشن کردار ہے

> ہمارے معروف قلمی معاون جناب عبدالحفیظ بن عبدالعزیز نے حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب مدظلہٗ کے ایک مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مضمون ارسال کیا ہے جس کے تمام مندرجات کے ساتھ ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔ اگر کوئی اور صاحب بھی اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہیں تو ترجمان اسلام کے صفحات حاضر ہیں۔ (ادارہ)

۷ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ / ۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء کے ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور میں ایک مضمون بعنوان "ایک صحابی رسولؐ کی تمنائے شہادت" پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ زیر نظر مضمون میں صاحب مضمون نے اسلام کے روشن دور کے ایک رفیع المرتبت تابعی اعلیٰ پایہ کے منتظم، ممالک شمال مشرقی کے گورنر اور عظیم الشان مدبر امیر حجاج بن یوسف ثقفیؒ کی نسبت ایک لغو روایت حوالۂ قرطاس کی ہے۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں:

"حجاج بن یوسف جس کے متعلق حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس امت کی ہر چیز کو خدا نے دوسروں پر فوقیت دی ہے۔ اگر قیامت میں دوسری امتوں کے ظلم (یا ظالم؟) اکٹھے ہوئے تو ہمارا ظالم (حجاج بن یوسف) سب سے بڑھ جائے گا کیونکہ ترمذی میں ذکر ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کو اس نے اپنے سامنے قتل کرایا ہے ...."

اس کا تجزیہ کرنے کے لئے ہمیں تاریخ کے جھروکوں سے جھانکنا پڑے گا اور دیکھنا پڑے گا کہ کیا امیر المؤمنین عبدالملکؒ بن مروانؒ اور امیر المؤمنین ولید بن عبدالملکؒ کا ممالک شمال مشرقی کا بااختیار گورنر واقعی ایک ظالم، قاتل اور سنگدل شخص تھا؟ کیا وہ تاریخِ اسلام کا سب سے بڑا قاتل تھا کہ جس نے ایک لاکھ بیس ہزار صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کو اپنے سامنے تہ تیغ کرایا؟

لیکن پہلے امیر حجاج بن یوسفؒ کے مختصر سوانح! کہ وہ تھے کون!!

-:(۲):-

امیر حجاج بن یوسف ثقفیؒ (۴۱ھ / ۶۶۱ء - رمضان ۹۵ھ / جون ۷۱۴ء) کا تعلق طائف میں آباد مشہور عدنانی قبیلۂ ثقیف سے تھا۔ انہوں نے دربار خلافت تک رسائی سے پیشتر درس و تدریس کا شغل اختیار کر رکھا تھا۔ وہ جمادی الاول ۷۳ھ / ستمبر ۶۹۲ء میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی مرکز گریز خلافت کے خاتمہ کے بعد حرمین و یمامہ کے علاقوں پر گورنر مقرر ہوئے۔ دو سال تک امیر حج کے فرائض سرانجام دیئے اور ذی الحجہ ۷۳ھ / اپریل ۶۹۳ء میں سابقہ بنیادوں پر خانہ کعبہ کی تعمیر کرائی۔ ذی الحجہ ۷۵ھ / مارچ ۶۹۵ء کو امیر کوفہ کا عہدہ تفویض ہوا۔ اس وقت امیر حجاج بن یوسفؒ کی عمر ۳۴ برس تھی۔

عراق کی سرزمین شروع سے ہی خلافت اسلامیہ کے خلاف سازشوں اور بغاوتوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ یہیں کے لوگوں نے حضرت علیؓ کو پریشان کئے رکھا حتیٰ کہ شہید بھی کر دیا۔ بعد میں ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو زخمی کیا۔ ان کا خیمہ لوٹ لیا اور اپنی بے وفائیوں کے باعث انہیں حضرت امیر معاویہؓ کے دستِ حق پرست پر حق خلافت سے دستبردار ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ اسی طرح اس علاقہ کے ہی لوگوں نے حضرت حسینؓ کو خطوط لکھ کر بلوایا، دھوکہ دیا اور بعد میں

> **حجاج بن یوسفؒ حافظ و**
> **قاریٔ قرآن تھے**

کربلا کے مقام پر شہید کر دیا۔ عراق کے لوگوں کی سرشت میں مشن اسلام کو نقصان پہنچانا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی ریشہ دوانیاں ابھی تک جاری تھیں۔ حلیم الطبع اور بامروت گورنر کو یہ لوگ خاطر میں نہ لاتے اور ان کے خلاف جھوٹی شکایتیں دربار خلافت تک پہنچا کر انہیں معزول کروا دیتے۔ امیر حجاجؒ کے گورنر کوفہ بننے تک گذشتہ دو دہائیوں میں سب سے بڑے فتنے خوارج بھی سے بھڑکے، یہیں پر پلے، بڑھے اور جوان ہوئے۔ امیر المؤمنین عبدالملکؒ بن مروانؒ کی طرف سے گورنر کوفہ کے فرائض سنبھالنے کے بعد امیر حجاجؒ نے مسلسل پانچ سال تک سازشیوں کے خلاف جہاد کر کے ان کے سرغنوں کو نہ صرف بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا بلکہ خوارج

حجاج بن یوسفؒ نے خوارج کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی

کا کمر توڑ کر رکھ دی۔

-: (۳) :-

اندرون ملک استحکام پیدا کرنے کے بعد، خدائے واحد کی عظمت و جلالت سے ناآشنا کائنات کو بھی اسلام کی نعمت ہائے لازوال سے متمتع کرنے کے لئے امیر حجاجؒ کے کارنامے آج بھی ایک مسلمان کے دل کو گرما دیتے ہیں، لیکن تاریخ سے نابلد اور شعور سے عاری متعصب اہل قلم نے امیر موصوف کو غلط رنگ میں پیش کیا۔

-: (۴) :-

۱۵ شوال ۸۶ھ / ۱۰ اکتوبر ۷۰۵ء کو امیر المومنین عبد الملکؒ بن مروانؒ کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے امیر المومنین ولید بن عبد الملکؒ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے امیر المومنین عبد الملکؒ کے زمانے سے ہی امیر حجاج بن یوسف ثقفیؒ ممالک شمال مشرقی کے وائسرائے مقرر ہو چکے تھے۔ ۹۲ھ / ۷۱۱ء میں ہندوستان کے باجبروت اور بدکردار حکمران راجہ داہر کے زیر اثر بحری قزاقوں نے مسلمان حاجیوں کا ایک جہاز لوٹ لیا۔ ارض پاک سے لوٹنے والے زائرین کے مال و متاع پر قبضہ کر کے انہیں پس دیوار زندان ڈال دیا۔ ان میں مرد، عورتیں اور بچے سبھی شامل تھے۔ اسی اثنا میں راجہ داہر کے ہیبت ناک قید خانے سے ایک مسلمان بیٹی کی "اغثنی یا حجاج" کی صورت میں دہائی بلند ہوئی جسے سن کر امیر حجاجؒ غیرت ایمانی سے کانپ اٹھے اور اس صدائے مظلومہ پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بھتیجے اور داماد سترہ سالہ محمد بن قاسم ثقفیؒ کی قیادت میں

چھ ہزار سرفروشوں کا لشکر دے کر داہر کو سزا دینے اور سندھ کو "باب الاسلام" بنانے کے لیے روانہ کیا۔ امیر محمد ثقفیؒ نے سندھ پر حملہ کر کے داہر کو شکست دے کر ملتان تک کا علاقہ مملکت اسلامیہ کا جزو لاینفک بنا دیا۔

آج برصغیر ہند و پاک اور بنگلہ دیش کے تیس پینتیس کروڑ سے زائد مسلمان امیر حجاج بن یوسفؒ کی غیرت ایمانی اور ان کے برادر زادہ کی جرأت و دلیری کی بدولت ہی رب کبیر اور اس کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے کے قابل ہیں ورنہ پورے برصغیر میں آج بھی صرف اور صرف رادھے شیام ہی کی گونج ہوتی اور اللہ کے نام سے کوئی شناسا نہ ہوتا۔

-: (۵) :-

امیر حجاجؒ کی طرف ظلم و ستم کی مفروضہ روائتیں منسوب کرنے والے بعض اجہل مورخین کا تعصب اس وقت عیاں ہو جاتا ہے جب امیر حجاجؒ ملت بیضا کی صرف ایک مظلوم بیٹی کی پکار پر اپنے اوپر خواب و خور حرام کر لیتے ہیں اور اپنے متقی و زاہد اور بلند حوصلہ و شجاع بھتیجے محمد بن قاسمؒ کے ذریعہ سندھ کے ریگزاروں پر علم اسلام سربلند کرتے ہیں اور آج ہم گئے گذرے دور میں بھی "یوم باب الاسلام" سرکاری طور پر منانے میں فخر و انبساط محسوس کرتے ہیں۔ محمد بن قاسمؒ، امیر حجاجؒ کے ایسے نیک خصلت بھتیجے و داماد تھے کہ جنہوں نے کفر زار ہند میں اسلامی اخلاق کے وہ اعلیٰ نمونے چھوڑے کہ صنم پرستوں نے ان کے بت بنا کر اپنے مندروں میں سجائے اور ان کی عبادت کی۔ محمد بن قاسمؒ نے امت مرحومہ کی صرف ایک بیٹی کو ہی کفار کے پنجہ

آز سے آزاد نہیں کرایا بلکہ پوری ہندی قوم کو ظالم راجوں کے ظلم و تعدی سے نجات عطا کر کے امن و شانتی کی زندگی بخشی۔ تاریخ عالم کا یہ عظیم الشان واقعہ جھوٹے تاریخ نویسوں کی ایک لاکھ بیس ہزار صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے قتل کی ثاثر خائی کو یکسر مسترد کرنے کے لئے کافی ہے۔

آج کتنے لاکھ مسلمان بیٹیاں ہیں جو ظلم اور استبداد کے پنجے میں جکڑے کئی ممالک میں اپنی عصمتوں کے محافظ کسی حجاج بن یوسفؒ، محمد بن قاسمؒ، موسیٰ بن نصیرؒ، طارق بن زیاد اور حکم بن ہشام کو پکار رہی ہیں، مگر نوے کروڑ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا غیرت مند نہیں جو اپنے اوپر خواب و خور حرام کر لے۔ ہر مسلمان غیرت اسلامی کو چھوڑ کر ہوس زر میں مبتلا ہو چکا ہے۔ بڑے بڑے علماء اور خطبائے اسلام "اسلاف" جیسا مجاہدانہ کردار ادا کرنا تو کجا بھلال کی روزی

> **جب میں حجاجؒ کو قرآن پڑھتے سنتا تو سمجھتا کہ وہ قرآن پڑھنے کے عادی ہیں۔**
>
> —— ابن عونؒ

کمانے سے بھی عاجز نظر آتے ہیں۔ حجاج بن یوسفؒ اور خلفاء بنو امیہ پر تنقید کر دینا تو آسان ہے، مگر ان سا کردار اور نمونہ پیش کرنا بہت ہی مشکل ہے ؎

چو میگویم مسلمانم، بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

اہل عقل و شعور کے لئے غور و فکر یہ ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھنے والی ایک لڑکی کی فریاد پر دشمن کا ہزاروں میل علاقہ مسلمان عربوں کے گھوڑوں تلے روندوا ڈالے۔ وہ اپنے

حروفِ قرآن پر اعراب امیر حجاج بن یوسفؒ نے ہی لگوائے تھے۔

نبیؐ کے صحابہؓ اور ان سے فیض حاصل کرنے والے تابعین و تبع تابعین کو ایک لاکھ بیس ہزار کی بڑی تعداد میں تہ تیغ کیسے کر سکتا ہے؟ جو شخص خود بلند پایہ حافظ و قاری قرآن ہو اور جس کی نسبت ابن عوفؒ یہ کہیں کہ "جب میں حجاجؒ کو قرآن پڑھتے سنتا تو سمجھتا کہ وہ قرآن پڑھنے کے عادی ہیں"۔ اور جو قرآن کی محبت میں اس پر اعراب لگا کر قیامت تک آنے والے مسلمانوں پر احسان عظیم کر کے لافانی بن جانے والا ہو۔ ایک ایسا قرآن جس سے تلاوت سے آج ایک خطیب اسلام اور ایک عام مسلمان یکساں طور پر استفادہ کر رہا ہے وہ نزولِ قرآن کے شاہد صحابہؓ کا قتل عام کیوں کرنے لگا؟

امیر حجاجؒ کے متعلق یہ ساری بے بنیاد روایات اسلام کے دشمن منافق مؤرخین کی تحریر کردہ ہیں جنہیں آج کے مکھی پر مکھی مارنے والے خود ساختہ مؤرخین اسلام نقل کر کے اسلام دشمنوں کو مواد مہیا کرتے ہیں کہ انہیں بتاتے ہیں کہ یہ ہے ہماری روشن تاریخ کے اولین باب کا بھیانک نقشہ کہ ایک اکیلا شخص صاحب اختیار رہا تو اس نے اپنے پیغمبر کے ایک لاکھ بیس ہزار صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعین وغیرہ کو اپنے سامنے قتل کرا دیا اور اس پر کسی نے احتجاج تک نہ کیا۔

حالانکہ یہ شخص گورنر ہے ان دو اموی خلفاء راشدین امیر المؤمنین عبدالملکؒ بن مروانؓ اور امیر المؤمنین ولید بن عبدالملکؒ کا کہ جن کے ادوار کو غیر مسلم مستشرقین بھی اسلام کے عروج کے ادوار قرار دیتے ہیں اور یہ شخص ایک دو سال نہیں مکمل بیس برس تک گورنری کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔

تاریخ گواہ ہے کہ امیر المؤمنین عبدالملکؒ بن مروانؓ کو سیوطی جیسا مؤرخ بھی دانشمند عاقل، عالم قرآن، ماہر حدیث اور اپنے زمانے میں جملہ علوم و فنون کا یکتا ماہر قرار دیتا ہے۔ ابو زناد نے قبیصہ بن ذویبؒ، عروہؒ بن زبیرؓ، سعید بن المسیبؒ اور عبدالملکؒ بن مروانؓ کو مدینہ طیبہ کے عظیم الشان فقہاء قرار دیا ہے۔ بوقت وفات امیر المؤمنین عبدالملکؒ کی اپنے بیٹوں کو وصیت آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ حضرت

امیر حجاجؒ کی طرف منسوب ظلم و ستم کی داستانیں اسلام دشمنوں کا کام ہے

زید بن ثابت انصاریؓ جیسے بلند پایہ عالم قرآن اور جلیل المرتبت صحابی رسول کی وفات کے بعد اجل علماء نے عبدالملکؒ بن مروانؓ کو مدینۃ الرسول میں منصب افتاء و قضاۃ پر فائز کیا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے آخری زمانے میں لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم کس طرف رجوع کریں تو فرمایا کہ مروانؓ کے صاحبزادے عبدالملکؒ کی طرف۔ امام شعبی فرمایا کرتے تھے کہ میں جن جن علماء سے ملا عبدالملک کے سوا اپنے کو سب پر فائق پایا۔ عبدالملکؒ سے جب حدیث یا شاعری پر گفتگو ہوتی تو وہ معلومات میں کچھ اضافہ ہی کر دیتے تھے۔ امام شعبیؒ عبدالملکؒ کے ہم جلیس و ہم نشین تھے۔ امام زہریؒ ان کے عمل کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ لیکن افسوس آج کے خطیب اسلام کذاب اور بے ادب راویوں کے حوالے سے دروغ پر مبنی کتب تاریخ کے کونوں کھدروں سے تلاش بسیار کے بعد ظلم کے افسانوں کو اپنے نوکِ قلم پر لا کر اسلام کے جانباز مجاہدوں کو بدنام کرتے ہیں۔ کیا ستودہ صفات کے حامل امیر المؤمنین عبدالملکؒ بن مروانؓ امتِ محمدیہ کے سب سے بڑے سفاک و ظالم کو ایک لاکھ بیس ہزار صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین کے قتل عام کی کھلی چھٹی دے سکتے تھے؟ کیا دوسری اقوام کو درس انصاف دینے والوں نے اپنے ہاں ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا؟

اور اس پر مستزاد یہ کہ سیدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ جیسے عظیم المرتبت صحابی رسول نے اپنی نور نظر، لخت جگر سیدہ ام کلثوم بھی امیر حجاج بن یوسفؒ کے عقد میں دے کر ان کے "مظالم" پر مہر تصدیق" ثبت کر دی تھی؟ اگر نام نہاد مؤرخین کو امیر حجاجؒ اور سیدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے اس رشتہ مصاہرت کا علم نہ ہو تو وہ مسعودی جیسے غالی رافضی مصنف کی کتاب "مروج الذہب و معادن الجوہر" کا مطالعہ کریں۔

علاوہ ازیں امیر حجاجؒ جہاں عبدالملکؒ بن مروانؓ کے عہد مسعود میں گیارہ سال تک کاروبار خلافت میں ایک مؤثر گورنر کی حیثیت

حجاج بن یوسفؒ، سیّدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے داماد تھے۔

سے فرائض سرانجام دیتے رہے وہاں ولیدؒ بن عبدالملکؒ کے عہد راشد میں زیست کے آخری لمحات تک مسلسل ۹ برس ایک با اختیار وائسرائے کی طرح خلافت اسلامیہ کی عظمت کو چار چاند لگاتے رہے۔ امیر المؤمنین ولید بن عبدالملکؒ بھی شجاعت و شجاعت میں نادرہ روزگار تھے۔ جامع دمشق انہوں نے

مولانا عبدالسلام رحمانی

رئیس التابعین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات

ٹال مٹول نہ کرو

فرمایا۔ اے لوگو! ہر شخص کو فقط ایک جان ملی ہوئی ہے۔ اگر وہ عذاب خداوندی سے نجات پا گئی تو کوئی مبتلائے عذاب اسے ضرر نہ پہنچا سکے گا اور اگر وہ ہلاک ہوئی تو کوئی نجات پانے والا اسے فائدہ نہ پہنچا سکے گا پس اے لوگو! خدا تمہارا بھلا کرے۔ نیکیوں میں ٹال مٹول سے بچو۔ موت کا وقت معلوم نہیں۔ تم سے پہلے بہت سے لوگ اسی ٹال مٹول میں رہ گئے اور موت نے آلیا۔ پھر ذرہ بھی انہیں مہلت نہ مل سکی اور تمہارا بھی کچھ ٹھیک نہیں کب موت کا فرشتہ آن پہنچے اور کس ٹھکانے لگا دیئے جاؤ۔ خدا اس بندے پر رحم فرمائے جو عمر تمام ہونے سے پہلے ذخیرۂ عمل جمع کر لے اور زادِ سفر تیار رکھے۔

فریب نہ کھاؤ

فرمایا۔ اے لوگو! فریب خوردہ نہ ہو۔ تمہیں خدا کی طرف سے کوئی پروانۂ عمل نہیں ملا ہے۔ بے شک وہ عظیم اور ہولناک گھڑی تمہارے سامنے ہے اور تمہیں لازماً قبر میں جانا ہے اور اپنے عمل کا سہارا لینا ہے۔ عمل نیک ہو تو اچھا سہارا ملے گا اور بُرا ہو تو بُرا سہارا میسر ہوگا۔ نیکیوں میں آگے بڑھو فرصت کو ضائع نہ کرو۔ ٹال مٹول سے پرہیز کرو۔ تمہیں ہر لمحہ اس کا خیال رہے کہ قبر میں اُترتے ہی سوالات شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے تم اس سے پہلے ہی جوابات تیار کر لو۔

فرمایا۔ اے انسان! اپنے ارد گرد خدام و متعلقین کا اجتماع دیکھ کر فریب میں مبتلا نہ ہونا۔ یہ درندے ہیں جو تجھے نوچ کھانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ تو مرا کہ سب تیری دولت پر جھپٹ پڑیں گے اور تیرے دفن سے فارغ ہوتے ہی ان سے غم کا اثر زائل ہو جائے گا۔ وہ کسی تاخیر کے بغیر اپنے رنگین ملبوسات زیب تن کر لیں گے اور اپنی رنگ رلیوں اور ہنسی قہقہہ میں لگ جائیں گے۔ ادھر قبر میں تجھ سے سوال و جواب ہو رہا ہوگا اور نہ جانے تجھ پر کیا گذر رہی ہوگی۔ ادھر تیری آل اولاد اور متعلقین اپنی دلچسپیوں میں مصروف ہوں گے۔ انہیں تیری کوئی فکر نہ ہوگی۔ پس اے انسان تو اپنی فکر آپ کر اور قبر و حشر کے صدقات و صالحات تمہیں سے۔ آل اولاد ہی کی اصلاح حال کے چکر میں نہ پڑا رہ۔ اس دن کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ کرے جس دن کر تو ہر نیکی بدی موجود پائے گا۔ خدا تجھے ہوشیار کرتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

ابن الجوزی نے صفۃ الصفوۃ (ج ۱ ص ۱۱) میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ بصرہ کے ایک عابد کی موت کے وقت اس کا باپ رونے لگا۔ ماں بھی رونے لگی۔ بال بچے بھی رونے لگے۔ اس عابد نے سب سے الگ الگ پوچھا کہ آپ لوگ کیوں روتے ہیں؟ ماں باپ نے کہا جدائی کے غم اور وحشت کے ڈر سے روتے ہیں۔ بچوں نے کہا ہم اس لئے روتے ہیں کہ آپ کے بعد ہم یتیم و بے سہارا ہو جائیں گے۔ بیوی نے کہا کہ میں بیوگی کے غم سے روتی ہوں۔ اس عابد نے کہا "افسوس تم سب اپنے لئے روتے ہو، تم میں سے کوئی نہیں جو میرے لئے روئے۔ میرے آخری معاملہ کو سوچ کر روئے قبر میں میرے خاک آلود ہونے کی سوچ کر روئے تم میں سے کوئی نہیں جو میرے لئے منکر نکیر کا سوال سوچ کر روئے اور تم میں سے کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور میری پیشی کو سوچ کر روئے۔

ابن الجوزی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس شخص نے آخرت کے لئے کیا عمل بھیجا ہے؟ اور ورثہ کہتے ہیں ما اخر۔۔ اس نے ہم لوگوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ اکبر مرحوم فرماتے ہیں ؎

کوئی مرا تو پوچھ کر کیا لے گیا وہ ساتھ
بالکل فضول بحث ہے "وہ چھوڑ کیا گیا؟"

یہ ہنسی تعجب انگیز ہے

حضرت حسن بصریؒ نے عید کے دن نماز فجر کے بعد کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ بہت کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں اور بڑی ہنسی دل لگی

میں مصروف ہیں۔ فرمایا۔ اے لوگو! رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے دیا ہے کہ لوگوں کو نیکیوں کی پریکٹس ہو جائے۔ طاعت میں سبقت کر کے وہ رحمتِ خداوندی کے اہل بن جائیں اور کارِ خیر میں کوشش کر کے دخولِ جنت کے مستحق ہو جائیں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھایا اور کامیاب ہو گئے اور کچھ دوسروں نے کوتاہی کی اور ناکام ہوئے۔ آج کا دن نیکو کاروں کی کامیابی اور بدکاروں کی ناکامی کا دن ہے۔ آج آپ حضرات کی یہ قہقہہ بار ہنسی میرے لئے تعجب انگیز ہے۔ خدا کی قسم اگر پردہ اٹھ جائے تو نیکوکار و بدکار سبھی اپنی ہنسی اور بناؤ سنگھار بھول جائیں گے اور اپنے نئے کپڑوں سے غافل ہو جائیں گے۔ اگر آپ کی محنتیں ٹھکانے لگیں اور آپ کی نیکیاں قبول کر لی گئیں تو آپ پر شکر گزاری واجب ہے اور یہ قہقہہ بار ہنسی شکر گزاری کی علامت نہیں اور آپ حضرات کو اگر اپنے عمل کی پذیرائی مشتبہ نظر آتی ہے تو یہ ہنسی کسی تردد خائف کا وطیرہ نہیں۔

یہ خیر میں ہوگا

وہ شر میں ہوگا

فرمایا وہ آدمی ہمیشہ خیر میں ہوگا جس کا دل اسے نصیحت کرتا رہے۔ جو عمل کے بارے میں غور و فکر کرتا رہے جو اللہ کو یاد رکھے اور اپنا محاسبہ کرتا رہے اور وہ آدمی شر میں ہوگا جو کارِ خیر میں ٹال مٹول کرے، خواہشِ نفس کی پیروی کرے۔ غافل و سست رہے اور میٹھا طرح طرح کی آرزوئیں کرے۔

بہترین تمثیل

حضرت حسن بصریؒ نے ایک دن کچھ بوڑھوں اور کچھ جوانوں کو بلایا۔ جب سب آ گئے تو آپ بوڑھوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا آپ حضرات ایک بات بتائیں جب کھیتی پک جاتی ہے تو کیا کی جاتی ہے؟

بوڑھوں نے جواب دیا کاٹ لی جاتی ہے پھر جوانوں سے مخاطب ہوئے کتنی ہی شاداب کھیتیاں آپ لوگوں نے دیکھی ہوں گی جو ہری بھری اور لہلہاتی ہوتی ہیں، مگر جب کوئی آفت آن پڑتی ہے تو ساری شادابی ختم ہو جاتی ہے کوئی حادثہ آتا ہے اور اس لہلہاتی فصل کو تباہ کر دیتا ہے۔ گویا شادابی کا دور بھی کچھ پائیدار نہیں ہوتا۔ یہ کہتے ہی آپ آبدیدہ ہو گئے اور قرآن کی یہ آیت پڑھی "یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتفکرون" اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے طرح طرح کی مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ لوگ سوچیں۔

آپ نے ان دونوں مثالوں سے دونوں طبقے کو بڑی حکیمانہ نصیحت فرمائی۔ سمجھنے والوں کے لئے ان دونوں مثالوں میں بڑی نصیحت ہے۔ بوڑھوں کو احساس دلایا کہ بڑھاپے کے بعد موت کے سوا دوسری کوئی منزل نہیں اور بڑھاپا و موت کے درمیان کوئی وقفہ نہیں۔ اس لئے بوڑھوں کو موت سے کسی لحظہ غافل نہ ہونا چاہیئے اور کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر زادِ آخرت تیار کر لینا چاہیئے۔ جوانوں کو احساس دلایا کہ جوانی بھی کوئی قابلِ بھروسہ چیز نہیں۔ جوانی کی تازگی و شادابی کسی وقت بھی نذرِ خزاں ہو سکتی ہے۔ اس لئے موت سے غافل نہ رہو اور اپنی بے ثباتی کو فراموش نہ کرو اور واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی بے ثباتی کا احساس اور موت کی یاد انسان کو عاقبت سنوارنے کا بڑا مؤثر ذریعہ ہے اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرو اور فرمایا "موت کی یاد آخرت کی یاد دلاتی ہے" اور آخرت کی یاد انسان کو ٹھیک ٹھکانے رکھتی ہے۔

تنہا ہی تنہا

فرمایا۔ اے لوگو تم تنہا مرو گے، تنہا اٹھائے جاؤ گے۔ تنہا تمہارا حساب کتاب لیا جائے گا۔ کسی مرحلہ میں بھی کوئی تمہارا ساتھ نہ دے گا۔ اگر دنیا کے سارے انسانوں نے خدا کی اطاعت کی ہے اور تم نے نافرمانی کی ہے تو یاد رکھو سارے انسانوں کی اطاعت تمہارے کچھ کام نہ آسکے گی، تم تنہا اپنی سزا بھگتو گے۔ اور اگر سارے انسانوں نے نافرمانی کی ہے اور تم خدا کے تابعِ فرمان تو سارے انسانوں کی معصیت تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ پس تم اپنی فکر کرو۔ گنہگار نہ بنو۔ اگر تم گناہوں سے دور رہے تو تمہارا یہ جسم یہ گوشت پوست جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں گے! اور اگر تم گنہگار ٹھہرے تو یاد رکھو عذابِ جہنم سے تمہیں کوئی نہ بچا سکے گا۔ تمہارا جسم جہنم کا ایندھن ہوگا وہ برابر جلتا رہے گا روح گھٹتی رہے گی مگر فنا نہ ہوگی۔

وہ شخص جنت میں

داخل نہ ہوگا

فرمایا۔ یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت میں داخل نہ ہوگا مگر وہ شخص جو رحم دل ہے۔ صحابہ نے کہا ہم سب رحمدل ہیں۔ فرمایا رحمدلی یہ نہیں کہ تم اپنے نفس پر رحم کرو۔ اپنی اولاد پر رحم کیا اور خاص متعلقین پر رحم کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بلند ہو گئی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بہت زور دے کر فرمایا رحمدل حقیقت میں وہ ہے جو عام انسانوں کے حق میں رحم دل ہو۔

اچھا اور بُرا آدمی

فرمایا مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا میں تمھیں اچھے اور بُرے کی پہچان نہ بتاؤں ؟ لوگوں نے کہا امیر المؤمنین! ضرور بتائیے فرمایا اچھا آدمی وہ ہے جس کو عمر لمبی ملی اور اچھے کام کیے۔ لوگوں کو ہمیشہ اس کی خیر کی امید رہی اور اس کے شر سے لوگ محفوظ رہے اور برا آدمی وہ ہے جس کو عمر لمبی ملی اور اس نے بُرے کام کیے۔ لوگوں کو نہ اس سے خیر کی امید رہی نہ اس کے شر سے لوگ محفوظ رہے۔

ایک خواب

فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ایک بزرگ نے کسی فوت شدہ بزرگ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا میرے بھائی کیا حال ہے آپ کا؟ فرمایا دنیوی زندگی میں جو کچھ میں نے خرچ کیا تھا وہ سب مجھے محفوظ مل گیا لیکن جو چھوڑ کر آیا ہوں اس پر بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ وہ میری محنت کی کمائی میرے کچھ کام نہیں آ رہی ہے۔ کاش اُسے بھی میں نے ذخیرۂ آخرت بنایا ہوتا۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں پس اے لوگو! سمجھداری سے کام لو اور اپنی کمائی کو اپنے لئے ذخیرۂ آخرت بنالو۔ مرنے کے بعد پچھتانا بیکار ہوگا۔

زیادہ نہ بولو

حضرت حسن بصریؒ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ بہت زیادہ بول رہا ہے۔ فرمایا بیٹے! ذرا کم بولا کرو۔ زبان پر بندش لگاؤ عقلمندوں کا کہنا ہے کہ زبان سب سے زیادہ بندش کی مستحق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے کہ لوگوں کو زیادہ تر ان کی زبانیں ہی جہنم میں لے جائیں گی۔

میں نے طبیعت ہی ایسی بنالی ہے

ایک صاحب نے حضرت حسن بصریؒ سے کہا آپ کی مجلس میں کچھ ایسے لوگ بھی آتے ہیں جو آپ کی غلطیاں تلاش کرتے ہیں تاکہ آپ کو بدنام کریں۔ فرمایا کچھ حرج نہیں میرے بھائی! تم اس پر رنج نہ کرو۔ میں نے اپنی طبیعت ہی ایسی بنالی ہے کہ لوگوں کی عیب جوئی مجھ پر گراں نہیں گزرتی۔ میں نے اپنی طبیعت کو دخول جنت، دیدار الٰہی اور مرافقت انبیاء کا اتنا حریص و سودائی بنا لیا ہے کہ اب طبیعت کو ان خبروں سے کچھ گرانی نہیں کہ فلاں میرے عیوب ڈھونڈتا ہے اور فلاں میری خوبیاں تلاش کرتا ہے۔

بقیہ: حجاج بن یوسفؒ

حجاج بن یوسفؒ، عبدالملکؒ اور ولیدؒ جیسے عظیم خلفاء کے معتمد گورنر تھے۔

نے ہی تعمیر کرائی تھی۔ مسجد نبوی کی نئے سرے سے تعمیر بھی ان ہی کے ایام حکومت میں خاص نگرانی میں ہوئی۔ ہندوستان، اندلس، ایشیائے کوچک، خوارزم اور چین وغیرہ کے بے شمار علاقے موصوف ہی کے عہد میں فتح ہوئے۔ امام ذہبیؒ کے بقول ولیدؒ کے دور میں ابتدا سے انتہا تک جہاد ہوتا رہا اور عہد فاروقی کی مانند بے انتہا ممالک پر اسلامی پرچم لہرایا گیا۔ ولیدؒ بن عبد الملکؒ نے خلافت اسلامیہ کے ذمی نظام میں وسعت پیدا کی تھی۔ انہوں نے جہاز سازی کے شمالی افریقہ کے کارخانوں میں مزید اصلاحات کیں۔ رفاہ عام کے بے شمار کام کئے۔ سڑکیں تعمیر کیں۔ کنوئیں اور نہریں کھدوائیں، مہمان خانے اور شفا خانے تعمیر کئے۔ معذوروں اور یتیموں کی کفالت کے لئے خصوصی انتظامات کئے۔ امیر المؤمنین ولید بن عبد الملکؒ بازاروں میں بنفس نفیس تشریف لے جاتے اور اشیاء کے نرخ معلوم کرتے۔ ان کی ذاتی زندگی اس درجہ کی تھی کہ تین دن میں ایک قرآن پاک ختم کرلیتے۔ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے۔ رمضان المبارک میں روزہ داروں کے لئے کھانا بھجواتے اور علماء و اخیار میں روپیہ تقسیم کرتے۔ بھلا ایسا ایک صفت خلیفہ راشد اپنی قلمرو میں ایک لمحے کے لئے بھی ایسے عامل کو گوارا کر سکتا ہے، جو ایک لاکھ بیس ہزار صحابہؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ کو موت کے گھاٹ اتارنے والا ہو؟

یہ کس قدر بے تکی منطق ہے کہ جو دوسروں کے لئے رحمت کے پیامبر ہوں وہ اپنوں کے لئے ظلم کا نشانہ بن جائیں! جو پرایوں کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم دکھائیں وہ اپنوں کو تاریکی کی طرف لے جائیں!! جو دوسروں کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے بحر ظلمات کی بپھری موجوں میں کود جائیں، وہ اپنے محسنوں کو شہید کردیں!!!

تعجب کا مقام ہے کہ محمد بن قاسم ثقفیؒ اور قتیبہ بن مسلم باہلیؒ کے ذریعہ ہندوستان اور چین کو اسلام کی نعمت لازوال سے متمتع کرنے والے امیر حجاج بن یوسفؒ کو دوسری تمام امتوں کے تمام ظالموں سے بڑھ کر بڑا ظالم ایک ایسا شخص قرار دیتا ہے جو ہمیشہ گوشہ نشین رہا۔ اسلام کی راہ میں ایک دن بھی اپنے پسینہ کا ایک قطرہ تک نہ بہایا اور جس کے والد گرامی کے نام مبارک تک سے کتب تواریخ ناآشنا ہیں۔ اگر ظلم و ستم کی مذکورہ روایت کو علم و حکمت کی دنیا میں سب سے بڑے جھوٹ کا عنوان دیا جائے تو بجا ہوگا۔

زاہد بلند شہری

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب	نماز حنفی
مرتبہ	مولانا محمد اشرف علی قریشی
صفحات	۱۹۲
قیمت	درج نہیں
ناشر	دارالعلوم جامعہ اشرفیہ پشاور

نماز کے بارے میں عموماً کتابچے اور پمفلٹ شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بھی اسی طرز کا کتابچہ ہے، مگر اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نماز کے مسائل کے ساتھ ساتھ ہمارے مسلکی امام امام ابوحنیفہؒ کے حالاتِ زندگی بھی شامل ہیں۔ اس کتابچے میں عام طریق نماز کے علاوہ نماز۔ وضو۔ اذان۔ کے تمام مسائل۔ خطبہ جمعہ۔ خطبات عیدین اور نمازِ جنازہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ ہمارے خیال میں اس مدلل اور مفصل کتابچہ کا ہر مسلمان کو مطالعہ کرنا چاہیئے۔

٭ ٭ ٭

نام کتاب	رد بدعت
مصنف	مولانا محمد اشرف علی قریشی
صفحات	۶۴
ناشر	موتمر المصنفین جامعہ اشرفیہ علامہ عبدالودود قریشی روڈ پشاور
قیمت	پانچ روپے

زیر تبصرہ کتاب "رد بدعت" مولانا محمد اشرف علی قریشی، مدرسہ اشرفیہ پشاور کے ناظم اور شیخ الحدیث کی تصنیف کردہ ہے۔ موصوف اس سے پہلے بھی مختلف موضوعات پر کئی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے شرک و بدعت کی قرآن و احادیث کی روشنی میں تشریح اور بدعتی کے ساتھ سلوک کو واضح کیا ہے۔ کتابت و طباعت واجبی ہے۔ مجموعی طور پر اچھی کاوش ہے۔

٭ ٭ ٭

نام کتاب	سفرنامہ حجاز
مصنف	مولانا اشرف علی قریشی
صفحات	۶۴
قیمت	پانچ روپے
ناشر	موتمر المصنفین جامعہ اشرفیہ علامہ عبدالودود قریشی روڈ پشاور

یہ کتاب مولانا اشرف علی قریشی استاذ حدیث و ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ پشاور کے خشکی کے راستے کئے گئے سفر حج و عمرہ کی مفصل روئیداد ہے۔ سفرناموں کا رواج عام سفروں تک محدود تھا، تاہم حج کا سفرنامہ لکھنے کی ریت پڑ چکی ہے۔ اب تک کئی حضرات کے حج کے سفرنامے مختلف ناموں سے منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ متذکرہ سفرنامہ بھی اسی نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ موصوف جن جن علاقوں سے گزرے ان کے مفصل حالات۔ ان شہروں میں بزرگان دین اور دیگر علمی ہستیوں کے مختصر سوانح بھی لکھے ہیں۔ تاریخی جگہوں کا تاریخ کے حوالے سے تعارف بھی ہے۔

یہ سفرنامہ عام سفرناموں سے کچھ مختلف ہے۔ اس کتاب کی بھی کتابت و طباعت واجبی ہے۔ تاہم سرورق آرٹ کارڈ پر بہت عمدہ ہے۔

مناسک حج

مؤلف	مولانا محمد اشرف علی قریشی
ناشر	ناشران قرآن لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور۔
صفحات	۲۲۴ مجلد
کتابت و طباعت	معیاری
قیمت	دس روپے

مولانا محمد اشرف علی قریشی، مدیر ماہنامہ صدائے اسلام پشاور کا شمار ملک کے صاحبِ قلم اور سرکردہ علماء میں ہوتا ہے اور وہ تدریس و خطابت کے علاوہ قلم کے ذریعہ بھی دین حق کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ مؤثر طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں مولانا موصوف نے ایک اہم اسلامی عبادت حج کے مناسک و طریق کار و متعلقہ مسائل کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس دور میں جبکہ حج کے لئے جانے والے مسلمانوں کی غالب اکثریت حج کے ضروری مسائل سے ناواقف ہوتی ہے اس قسم کی کتابوں کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان اس اہم عبادت کو صحیح طریقہ سے ادا کر سکیں۔

رپورٹ: ڈاکٹر عبدالعزیز، کوئٹہ

حضرت الامیر مدظلہ کا دورۂ بلوچستان

مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۱ء کو حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی مرکزی مدرسہ عربیہ تجوید القرآن رجسٹرڈ سرکی روڈ کوئٹہ میں مرحوم الحاج قاری غلام النبی صاحب مہتمم مدرسہ کی نماز جنازہ کے سلسلے میں تشریف لائے۔ اس موقعہ پر ہر طبقہ کے لوگ موجود تھے اور جنازہ سے قبل آپ نے مختصر سا خطاب فرمایا اور حضرت قاری صاحب مرحوم کی دینی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا۔ سامعین سے جملہ مدارس عربیہ اور بالخصوص مدرسہ تجوید القرآن کی دامے درمے، قدمے، سخنے امداد کرتے رہنے کا وعدہ لیا۔ اساتذہ اور معاونین کو بھی استقلال کے ساتھ کام جاری رکھنے کی تلقین کی اور طلبہ کو بھی اس منبعِ فیض سے علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی اس کے بعد نماز جنازہ پڑھائی اور ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں جناب قاری غلام النبی صاحبؒ کو مدرسہ کے احاطہ میں دفن کر دیا گیا۔ دفن کرنے والوں میں حضرت حافظ الحدیث خود بھی شامل تھے۔ مدفون نے اس مدرسہ کا اجراء سخت مشکلات کا سامنا کر کے کیا تھا، مگر آپ کے استقلال اور ہمت مردانہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ کوئٹہ جیسے مرکزی شہر میں جہاں کوئی حافظ نہ تھا آج دور دراز پہاڑوں پر بھی حفاظ و قراء آپ کے شاگرد موجود ہیں اور ایران افغانستان بلاد عرب و مغربی ممالک میں بھی آپ کے شاگرد علماء و حفاظ خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے قائم کردہ ادارہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت قاری صاحب کی تجہیز و تکفین کے بعد اگلے روز آپ خانپور تشریف لے گئے کیونکہ وہاں ختم قرآن پاک تھا جس میں علماء کرام ملک کے مختلف حصوں سے تشریف لائے ہوئے تھے اور انہیں سندیں وغیرہ بھی تقسیم کرنی تھیں۔

اس کے بعد آپ جمعۃ الوداع پر واپس مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ تشریف لائے۔ نماز جمعہ میں دور دور سے لوگ حضرت کا خطاب سننے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کے شوق میں آئے ہوئے تھے۔ منتظمین مدرسہ نے شامیانے وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ آپ نے دینی مدارس کو اسلام کی چھاؤنیاں قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ان مدارس کی بدولت دین زندہ ہے اور دین کی بدولت ہم زندہ ہیں اور ملک کی بقا ہے۔ اس لئے ان مدارس کی امداد کرتے رہنا۔ جس پر لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر وعدہ کیا۔ مدرسہ میں ہر روز آپ کا نمازِ فجر کے بعد درس قرآن پاک اور بعد نماز عصر درس حدیث اور دیگر اوقات میں نجی مجالس جس میں دین کی اہمیت کا ذکر ہوتا ہے قائم رہتی ہیں۔ اس کے بعد عید الفطر کے موقعہ پر مسجد و مدرسہ کا وسیع و عریض میدان عوام سے بھرا ہوا تھا۔ اس موقع پر بھی آپ نے مدارس عربیہ اور دین کی اہمیت بیان فرمائی، جس پر سامعین نے مدارس عربیہ اور دیگر دینی امور میں امداد کا یقین دلایا۔

عید کے اگلے روز حضرت قاری خیر محمد صاحب ناظم مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کے ہمراہ جناب الحاج دلاور خان صاحب کے مدرسہ بحر العلوم مستونگ روڈ کوئٹہ تشریف لے گئے۔ نماز فجر وہاں ادا فرمائی اور بعد نماز درس قرآن دیا اور اس کے بعد نوشکی روانہ ہو گئے۔ نوشکی میں مختلف مدارس میں خطاب فرمایا اور علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ ۵ اگست کو حضرت مستونگ تشریف لے گئے وہاں بعد نماز ظہر درس قرآن دیا۔ علماء و عوام کو متحد ہو کر کام کرنے کی دعوت دی جسے سب نے بسر و چشم قبول کیا اور پھر واپس مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ تشریف لائے۔

۶ اگست کو قطب الاقطاب جناب حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدرسہ تجوید القرآن میں درس قرآن دینے کے بعد دس بجے صبح کوئٹہ سے سوار ہو کر لورالائی کے لئے روانہ ہوئے۔ اس دورے میں مولانا نور النبی صاحب ناظم مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ آپ کے ہمراہ تھے اور دیگر معززین شہر بھی ہمسفر تھے۔ تین بجے یہ قافلہ لورالائی پہنچا۔ جونہی آپ لورالائی پہنچے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور بعد نماز مغرب مولانا خالق داد صاحب کے مدرسہ دار العلوم عثمانیہ میں آپ نے تقریر فرمائی جس پر سامعین نے آپ کی اپیل پر دل کھول کر مدرسہ کی مالی امداد کی اور آئندہ ہر طرح کی امداد کرتے رہنے کا یقین دلایا۔

بعد نماز عشاء جناب مولانا عبدالکریم صاحب لورالائی کے مکان پر علماء کرام کو ... صاحب خانہ نے دعوت دے رکھی تھی۔ چنانچہ حضرت نے خصوصی خطاب سے علماء کرام کو نوازا اور متحدہ متفق ہو کر دینی کام کرنے کی تاکید کی۔ اگلے دن ۷ اگست کو آپ موسیٰ خیل کی طرف روانہ ہوئے نہایت دشوار گزار پہاڑی راستہ طے کرتے ہوئے ابھی چند میل دور تھے کہ استقبالیہ جماعتیں جن میں علماء کرام، سرداران علاقہ اور دوسرے حضرات کی باترتیب جماعتیں سڑک کے دونوں طرف

باقی صفحہ ۲۳ پر

سید عطاء الرحمٰن جعفری
بی۔ اے (آنرز)

لبنان کا موجودہ بحران

لبنان میں جنگی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں جس کی وجہ سے بحیرۂ روم سے منسلک پُرامن وادی بارود سے خاکستر ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کا چپہ چپہ گولیوں کی بوچھاڑ سے داغدار ہے۔ مہکتی فضاؤں کی جگہ بارود کی بُو پھیلی ہوئی ہے۔ وہ لبنان جس کو بحیرۂ روم کے کنارے برف پوش پہاڑوں کے دامن میں بیٹھی "دلہن" کہا جاتا تھا آج یہ زمین ویران اور بے رونق ہو کر رہ گئی ہے۔ وقفوں وقفوں سے خطرے کے سائرنوں اور بیروت اور نواح میں فضائی حملوں سے شہری زندگی معطل ہو کر رہ گئی ہے۔ لبنان کی گل پوش وادی میدان جنگ میں تبدیل ہو چکی ہے۔

جب افریقہ اور عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں میں آگ برستی تھی تو لوگ سانس لینے کے لئے یہاں ٹھہر جاتے تھے لیکن اب یہاں کی رونقیں معدوم ہو چکی ہیں۔ لبنان کی سرزمین جو کبھی بحیرۂ روم کی ملکہ کہلاتی تھی اور جو خطہ مسرت سکون و سلامتی کی علامت تھا آج سب سے بڑے بحران کا شکار ہے۔

مشرق وسطیٰ میں موجودہ صورتحال نے یہ بات قطعی طور پر واضح کر دی ہے کہ صیہونی جارحیت تیزی سے لبنان میں شام کے مدمقابل آ رہی ہے۔ اس سے یہ خدشات بڑھ رہے ہیں کہ یہ چھوٹا سا خوبصورت ملک ایک بڑی دوسری جنگ کا مرکز نہ بن جائے۔ مختلف علاقوں میں طاقت کا توازن بدستور اس امر سے متعین ہو رہا ہے کہ سڑکوں پر کون سب سے زیادہ بااختیار ہے۔ لبنان میں سیاستدانوں کی بجائے بے مہار عیسائی حکومت ہے جو اسرائیلی اعانت کا نتیجہ ہے۔ ان واقعات کی بدولت لبنان مشرق وسطیٰ کا میدانِ جنگ بنتا جا رہا ہے۔ مسلم عیسائی تنازعہ کے علاوہ جو لبنانی مسئلہ کی جڑ ہے عرب اسرائیل تنازعہ کی بنیاد پر بھی لبنان میدان جنگ بنا ہوا ہے جس سے اب سب سے زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے کیونکہ دائیں بازو کے عیسائی جنہیں اسرائیل کی پوری حمایت حاصل ہے لبنان کے چھ لاکھ فلسطینیوں اور ۲۳ ہزار شامی عرب امن فوج سے آخری معرکہ سر کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

بیروت میں تنظیم آزادیٔ فلسطین تقریباً ایک سال سے غیر ممالک سے فلسطینی طلباء کو فوجی تربیت کے لئے واپس بلا رہی ہے اور اپنے سول افسروں کو بھی باقاعدہ تربیت دے رہی ہے۔ بلاشبہ فلسطینی ہی لبنان میں واحد منظم طاقت ہیں جو ایک طویل عرصہ تک عیسائیوں کے سخت سے سخت حملوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور ان کے لبنانی اتحادی اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

اگرچہ ۱۹۷۵ء کی خانہ جنگی کے زمانے سے فلسطینیوں نے اس امر کی انتہائی کوشش کی ہے کہ وہ لبنان کے اندرونی جھگڑوں میں ملوث نہ ہوں۔ لیکن عملاً یہ ممکن نہیں کیونکہ دائیں بازو کے عیسائی گروہوں اور اسرائیل کا صرف وہی نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ فلسطینی اپنے خلاف حملے کے منصوبوں سے واقف ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے حتی المقدور تیاریاں بھی کی ہیں۔

آج کل فلسطینی قیادت محتاط طریقے سے اردن سے اپنے تعلقات استوار کر رہی ہے۔ حقیقت میں تمام فلسطینیوں کا بہتر دوست ہے۔ ۱۹۷۲ء کے "بلیک ستمبر" کے بعد جب اردن نے تنظیم آزادیٔ فلسطین کو ملک سے نکال دیا تھا اس وقت سے شام ہی فلسطینیوں کا ممد و معاون رہا ہے۔ لبنان کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر فلسطینی شام سے بیگانہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فلسطینی تن تنہا اسرائیل اور عیسائی مشترکہ حملے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں مخالفین لبنان میں شامی فوج کی طاقت گھٹانے کی کوشش کریں گے۔ اندریں حالات فلسطینیوں کو ہمہ گیر عرب حمایت خصوصاً سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں پر عسکری اور فوجی اہمیت کے پیش نظر کسی حد تک بھروسہ کرنا ہوگا۔

بین الاقوامی طور پر انہیں توقع ہے کہ یورپی ممالک کیمپ ڈیوڈ امن فارمولہ کے مترادف کوئی تجویز پیش کریں گے جس سے مغربی کنارے پر انہیں اپنی ریاست بنانے کا موقع ملے گا۔

لبنان میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے اس پس منظر میں دیکھنا چاہئے کہ مشرق وسطیٰ میں طاقت کے مجموعی توازن اور دنیا کے اہم

سنے میں اپنا اثر قائم کرنے کے لئے بڑی طاقتوں کی رسہ کشی سے وابستہ ہے

لبنانی شیعہ فرقہ کی پوزیشن بھی واضح نہیں ہے۔ شیعوں کی ملیشیا "عمل" کو فلسطینیوں اور شامیوں نے تربیت دی تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کے بعض رہنما عیسائیوں سے دوبارہ اتحاد کرنے کے لئے جھک رہے ہیں۔ شرق اوسط کی سطح پر مشرق و مغرب کے اتحاد کے آثار بھی نظر آرہے ہیں اور بعض بڑے ملک مغرب سے اتحاد کر رہے ہیں۔ خلیج کے ملکوں کے درمیان تعاون کی کونسل یقینی طور پر مغرب کی طرف مائل ہے۔ عراق کا جھکاؤ بھی پہلے کے مقابلے میں مغرب کی طرف زیادہ دکھائی دے رہا ہے، لیکن ان نئی وابستگیوں میں امریکی۔ یورپی آمیزش بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ مزید براں اس علاقہ میں مغربی ممالک کے اسرائیل کے علاوہ اور بھی اتحادی ہیں۔ اور یہ تبدیلی تنظیم آزادی فلسطین کے لئے اطمینان کا باعث ہوگی کیونکہ امریکہ مغربی ممالک کو نظر انداز نہیں کر سکتا کیونکہ اس طرح وہ تن تنہا رہ جاتا ہے اور اپنے اتحادیوں سے کٹ جاتا ہے جو اسرائیل کی حرکتوں سے نالاں ہیں۔

دراصل لبنان کے موجودہ بحران نے شدت اسوقت اختیار کی جب شام کی امن فوج کے دو ہیلی کاپٹر اسرائیل نے مار گرائے۔ اس پر شام نے اپنی امن عرب فوج کی حفاظت کے لئے سرحدی علاقوں میں میزائل نصب کئے۔ حقیقت یہ ہے کہ شام اسرائیل کے ناپاک عزائم کے خلاف محاذ پر ڈٹے ہوئے سپاہی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ شامی موقف یہ ہے کہ شام کو اپنی عرب امن فوج کی حفاظت کے لئے جو اقوام متحدہ کے تحت لبنان میں مقیم ہے۔ دفاعی طور پر میزائل نصب کرنے کا حق ہے۔ روس شام کی اس کاروائی کی حمایت کر رہا ہے جبکہ امریکہ اسرائیل کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ روس اور امریکہ دونوں کے بحری جنگی بیڑے بحیرۂ روم میں گشت کر رہے ہیں۔ گویا اسرائیل کی ہٹ دھرمی کے باعث جنگ مشرق وسطیٰ کے دروازہ پر دستک دے رہی ہے۔ اب تو ایران۔ کویت اور الجزائر نے بھی شام کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے اور لیبیا نے اپنی افواج شام کی کمان میں دے دی ہیں۔ گویا جنگ کے شعلے دیر یا بدیر بھڑکنے والے ہیں۔ اور مجاہدین فلسطین سر بکف شامی افواج کے شانہ بشانہ دشمن کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے دیوانہ وار میدانِ جنگ میں کودنے کے لئے بیتاب نظر آتے ہیں۔

جامعہ قاسمیہ فیصل آباد میں

داخلہ ۱۲ شوال سے شروع ہے۔

- جامعہ قاسمیہ عرصہ بیس سال سے تعلیم و تعلم کے لئے کوشاں ہے۔
- جامعہ قاسمیہ میں مروجہ علوم دینیہ کی تعلیم جاری ہے۔
- جامعہ قاسمیہ کو کہنہ مشق اور ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔
- جامعہ قاسمیہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا خاص انتظام ہے۔
- جامعہ قاسمیہ میں سلف کے نمونہ پر صرف و نحو کے اجراء پر خصوصی توجہ
- جامعہ قاسمیہ طلبہ کی تمام ضروریات کا کفیل ہے۔
- شعبہ حفظ و ناظرہ اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہے۔
- داخلہ محدود ہے۔ فوراً رابطہ قائم فرمائیں۔

محمد ضیاء القاسمی مہتمم جامعہ قاسمیہ غلام آباد فیصل آباد

قاری سید محمد شاہ

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

قاطع شرک و بدعت حضرت مولانا غلام اللہ خان گذشتہ برس ماہ مئی میں دو بیٔ میں ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمانے والے تھے۔ اچانک دل کا دورہ پڑا اور آنا فاناً جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انہیں اس دار فانی سے رخصت ہوئے ایک برس سے اوپر ہوگیا ہے مگر ایسے لگتا ہے کہ ؎

ان کو گئے مدت گزری نظروں میں سمائے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آرہے ہیں وہ جا رہے ہیں

حضرت شیخ القرآن علوم نبوی کے جید ترین عالم تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، علم کلام اور عربی زبان و ادب میں اس دور کے منفرد عالم تھے۔ اس کے ساتھ ہی آپ صاحب طرز خطیب بھی تھے۔ یہ خوبیاں ہر کسی میں یکجا نہیں ہوتیں۔ بعض حضرات علم کے تو پہاڑ ہوتے مگر خطابت کی ابجد سے واقف نہیں ہوتے۔ وہ اپنے علم سے باادب طلبہ کو تو مستفید کر سکتے ہیں مگر عوام الناس ان سے بہت کم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسی طرح تحریر و تقریر دونوں خوبیاں ہر کسی میں جمع نہیں ہوتیں۔ بعض حضرات تو تحریر کے بادشاہ تصور ہوتے ہیں مگر تقریر کے نام سے بھی ڈرتے ہیں۔

حضرت شیخ القرآن کو اللہ تعالےٰ نے علم سے بھی بہرہ وافر عطا فرمایا تھا اور خطابت بھی ان پر ناز کرتی تھی۔ جہاں وہ ایک بہترین خطیب تھے وہاں وہ بڑے باغ و بہار قلم کے بھی مالک تھے۔ جہاں وہ تقریر دو ٹوک الجھاؤ سے بے نیاز کرتے تھے وہاں وہ لکھتے بھی دو ٹوک اور سلیس تھے۔ وہ اردو نثر میں اکثر عربی فارسی اردو اشعار موقعہ کی نسبت سے لاکر اس کو دو آتشہ بنا دیتے تھے۔ اگر ان کے آثار میں ایک طرف جواہر القرآن جیسی وقیع اور مایۂ ناز تفسیر قرآن ہے تو دوسری طرف ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی جس کے آپ سرپرست اور بانی تھے۔ اس میں سینکڑوں سلیس اور پُر مغز مقالے ہیں۔ ان کے آثار میں اگر ایک طرف ملک کا معیاری دارالعلوم (تعلیم القرآن راولپنڈی) ہے جس سے آپ کے ہزاروں شاگرد پیدا ہوئے جو پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی توحید و سنت کے منادی اور مبلغ ہیں تو دوسری طرف آپ کی خطابت سے کروڑوں افراد مستفید ہوئے۔ ہزاروں مسلمانوں نے رسومات اور بدعات سے توبہ کی اور عقیدۂ توحید پر مضبوط سے مضبوط تر ہوگئے۔

شیخ القرآن کی خطابت

حضرت شیخ القرآن کی جس خوبی سے ہر کوئی آگاہ ہے وہ ہے توحید و سنت کی پیروی اور شرک و بدعات رسومات سے بیزاری۔ حضرت شیخ القرآن گذشتہ ربع صدی سے پاکستان اور دیگر اطراف عالم میں توحید کے داعی اور مبلغ تھے۔ وہ فنا فی التوحید عالم تھے۔ انہوں نے اپنی شعوری زندگی کا معتد بہ حصہ مسئلہ توحید کی اشاعت پر صرف کیا۔ حضرت شیخ القرآن بڑے سحر البیان اور صاحب طرز خطیب تھے۔ وہ اپنی دلنواز اور دلنشیں انداز خطابت سے مسئلہ توحید پر پوری پوری رات تقریر کرتے۔ سامعین دم بخود بیٹھے رہتے۔ ان کے ظریفانہ چٹکلوں سے سامعین جھوم جھوم اٹھتے علماء اور طلبہ ان کے پُر سوز لہجے کو اپنانے کی از حد کوشش کرتے۔

وہ بولتے کیا تھے کہ موتی رولتے تھے۔ ان کی ہر بات کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی دین کے معاملہ میں وہ بڑے غیرت مند تھے قرآن و سنت کے مخالفین اور محرفین کو بڑی جرأت اور بیباکی سے للکارتے تھے۔ دنیادار مولویوں اور پیروں کے لئے فرشتہ اجل تھے۔ ان کی ایک ہی تقریر سے مطلع صاف ہو جاتا تھا۔

وہ دین اسلام میں کسی قسم کی مداہنت کے کسی بھی حال میں روادار نہیں تھے۔ اسی لئے وہ صاحب اقتدار لوگوں کی نگاہ میں ہمیشہ کھٹکتے رہے۔ ان کی تقریر حق اور نعرہ حق سے شیش محلوں میں سونے والوں کی نیندیں حرام ہو جاتی تھیں۔ حکمرانوں کے غیر اسلامی کاموں کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ اس کے عوض میں وہ قید ہوئے، نظر بند کئے گئے شہر بدر کئے گئے۔ حکمرانوں کے بس میں جو کچھ تھا وہ کر گزرے۔ مگر اعلاء کلمۃ اللہ کے شیر کو نیچا نہ دکھا سکے بقول کسے ؎

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی تو ہے سر میداں مگر جھکی تو نہیں

حضرت شیخ القرآن کا پہلی مرتبہ دیدار

یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ حضرت ضلع ایبٹ آباد کے ایک دور دراز علاقہ اورہ سے آٹھ کلومیٹر مغرب میں دشوار گزار پہاڑی علاقہ میں دابی نامی جگہ توحید کانفرنس سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس موجودہ دور میں بھی نوجوان شہری اس راستہ کو بڑی مشکل سے طے کرے گا مگر حضرت بڑھاپے میں اسی گاؤں میں پیدل تشریف لے گئے۔

واپسی پر پورہ شہر میں حضرت الاستاذ مولانا حافظ محمد یونس مدظلہ العالی حال مقیم بھارہ کہو اسلام آباد کی دعوت پر ایک عظیم الشان توحید کانفرنس سے خطاب فرمایا تھا۔ اس کانفرنس کا آغاز احقر کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ حضرت شیخ کا یہ پہلا دیدار تھا۔ حضرت نے تلاوت کے بعد قریب بلا کر بہت شفقت فرمائی اور بہت دعائیں دیتے رہے پھر ۱۹۶۵ء سے ۱۹۸۰ء تک سینکڑوں مرتبہ حضرت شیخ کو منبر و محراب کی زینت بنتے دیکھا

حیف اللہ اللہ اب کہاں ایسی ہستیاں

۱۹۸۲ء [illegible] کو آپ [illegible] میں ایک ختم قرآن کے جلسہ سے خطاب فرمانے تشریف لائے۔ صبح مسجد میں درس دے رہے تھے کہ دوران درس مولانا مودودی صاحب کا ذکر آگیا وہاں محلہ کا ایک امیر آدمی بھی درس سن رہا تھا۔ اس نے بے ادبی سے کچھ سوالات کئے۔ احقر کے دل و دماغ کو گویا آگ لگ رہی تھی مگر صبر کیا۔ شاید اہل علم میں سے کوئی اس آدمی کو روک دے مگر ایسا نہ ہوا

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

والا معاملہ ہوا۔ اس سے اس آدمی کا رخ احقر کی طرف ہو گیا۔ بعد درس حضرت نے قریب بلا کر بہت دعائیں دیں اور شفقت فرمائی۔

حضرت شیخ کی وفات کے بعد احقر اور مولانا فرمان الہی صاحب حضرت شیخ الحدیث مولانا خلیل الرحمن صاحب مدرسہ احمد المدارس سکندر پور کے پاس تھے۔ حضرت شیخ کا ذکر جانفزا جاری تھا۔ شیخ الحدیث صاحب فرمانے لگے میں پہلے سے دارالعلوم دیوبند میں داخل تھا۔ شیخ القرآن دارالعلوم میں دورۂ حدیث کے داخلے کے لئے تشریف لائے۔ داخلہ کا امتحان حضرت مولانا غلام رسول خان ہزاروی نے لیا۔ دوسرے روز اعلانات کے بورڈ پر نتیجہ ان الفاظ میں چسپاں ہوا کہ طالب علم نہایت قوی الاستعداد اور ذکی الطبع ہے اس کو داخل کیا جاتا ہے دفتر سے کمرہ اور مطبخ کے احکامات صادر ہو گئے۔ اتنے میں شیخ نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت امام العصر علامہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ حدیث شریف یہاں پڑھاتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ حضرت شاہ صاحب تو مدرسہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے ہیں۔ پھر کیا تھے اٹھے اور سامان درست کر کے ڈابھیل روانہ ہو گئے۔ میں نے ہر چند روکا مگر فرمانے لگے:

حدیث پاک حضرت شاہ صاحب سے پڑھنے کا عہد کیا ہوا ہے۔

ایک نہ مانی اور چلے گئے۔

حضرت شیخ القرآن بڑے قدردان تھے ۱۹۷۹ء میں ان کی عینک مجھ تک کسی ذریعہ سے پہنچ گئی۔ احقر نے عینک اور ساتھ خط ایک آدمی کے ہاتھ دے بھیجا۔ بے حد خوش ہوئے وہ آدمی وہاں ہی ملازمت کرتا تھا مگر پھر بھی اسے پچاس روپے کرایہ کے لئے دیئے۔ اس نے ہر چند انکار کیا مگر حضرت نے حکماً فرمایا لے لو۔

انہی دنوں آپ سعودی عرب کی حکومت کی دعوت پر ایک ماہ کے لئے سعودی عرب تشریف لے گئے کراچی ایئرپورٹ سے احقر کے نام ایک شفقت نامہ ارسال کیا اور عینک کے وصول ہونے پر شکریہ کا اظہار فرمایا۔ احقر کے پاس یہ خط اب ایک تاریخی یادگار ہے۔

اکابر علماء دیوبند سے بے پناہ عقیدت

اکابر دارالعلوم دیوبند کے وہ جذباتی حد تک عقیدتمند تھے۔ علماء دیوبند کے خلاف جہاں سے آواز اٹھتی آپ اس کے خلاف سینہ سپر ہو جاتے۔

دارالعلوم کے صد سالہ اجلاس میں آپ کو علمائے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ آپ نے دارالعلوم کے اس تاریخی اجلاس سے خطاب فرماتے ہوئے حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔

"حضرت نانوتویؒ ایک درسگاہ کے محض بانی مدرس و معلم ہی نہ تھے بلکہ آپ حضرت سید شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی ڈگر پر چلنے والے مجاہد بھی تھے"۔ چنانچہ شاملی کا میدان ان کے عملی جہاد پر شاہد عدل ہے۔ انگریزی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے اور وطن عزیز کو ان بیرونی جبر سے پاک کرنے کے لئے میدان کارزار میں مجاہدین کا جو ہراول دستہ نظر آتا ہے وہ فرزندان نانوتویؒ پر مشتمل ہے۔ وہ کون سی اذیت اور مصیبت ہے جو ان مجاہدین نے آزادی کی خاطر انگریزوں کے ہاتھوں نہیں اٹھائی۔ برصغیر کے قید خانے ان مجاہدین کے صبر و استقلال کے گواہ ہیں۔ مالٹا کا قید خانہ شیخ الہندؒ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا عزیز گل مدظلہ العالی کے دور اسارت کی (باقی بر صفحہ ۲۹)

شہر شہر سے — ترتیب: مدیر معاون

ہمارا دائیں یا بائیں بازو کے کسی اتحاد سے کوئی تعلق نہیں ہے، مولانا غلام ربانی

نظام العلماء پاکستان کے کارکن اپنے پلیٹ فارم پر اسلامی نظام کے لئے جدوجہد جاری رکھیں، قاری نورالحق قریشی

گوجرانوالہ (رپورٹ حافظ گلزار احمد آزاد) نظام العلماء پاکستان پنجاب کے قائم مقام امیر مولانا غلام ربانی اور سیکرٹری جنرل قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ صوبہ کے پندرہ روزہ دورہ کے دوران گذشتہ گوجرانوالہ پہنچے جہاں انہوں نے ضلعی جنرل کونسل کے اجلاس کے علاوہ متعدد تقریبات سے خطاب کیا۔

ضلعی جنرل کونسل کا اجلاس سہ پہر ۳ بجے جامع مسجد شیرانوالہ باغ میں امیر شہر مولانا مفتی عبدالواحد کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ضلع اور شہر سے نظام العلماء کے سرکردہ حضرات اور ارکان مجلس عمومی نے شرکت کی۔

اس موقع پر مولانا غلام ربانی اور قاری نورالحق قریشی کے علاوہ، رحیم یار خان شہر کے ناظم عمومی مولانا رشید احمد لدھیانوی اور ضلع گوجرانوالہ کے ناظم عمومی ڈاکٹر غلام محمد نے بھی خطاب کیا۔

مولانا غلام ربانی نے کہا کہ ہمارا مقصد ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور ہم دائیں یا بائیں بازو کے کسی اتحاد سے تعلق نہیں رکھتے۔ انہوں نے کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ اکابر پر اعتماد رکھتے ہوئے انہی کے احکام کے تحت اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔

قاری نورالحق قریشی نے کہا کہ ہم ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دوسری جماعتوں کے ساتھ تعاون کی ضرورت سے انکار نہیں کرتے لیکن ہم اس اتحاد میں شامل ہوں گے جو ہماری شرائط پر ہو اور جس پر ہمارے اکابر کا اعتماد ہو اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم تخریب کاری کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے اور نہ ہی تخریب کار عناصر کے ساتھ کسی قسم کے تعاون کے لئے تیار ہیں کیونکہ ملکی سالمیت کا تحفظ سب سے مقدم ہے۔

اجلاس کے بعد مولانا غلام ربانی نے جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام طلباء کے ایک نمائندہ اجتماع سے خطاب کیا اور انہیں تلقین کی کہ وہ اپنی زندگیوں کو اسلام کے مطابق ڈھالیں اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلیں۔

نماز عصر کے بعد نظام العلماء پاکستان کے راہنماؤں نے مولانا زاہد الراشدی کی قیام گاہ پر پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور اخباری نمائندوں کو اپنے دورہ کی تفصیلات اور تاثرات سے آگاہ کیا۔

نماز مغرب کے بعد نظام العلماء پاکستان کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات میاں محمد عارف ایڈووکیٹ نے معزز مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔ نماز عشاء کے بعد مولانا غلام ربانی نے جامع مسجد گلی لنگریاں والی میں اور قاری نورالحق صاحب قریشی نے جامع مسجد فاروقیہ گلی ۱۲ کرشنا نگر میں درس قرآن کریم دیا۔

رات کو صوبائی راہنماؤں نے جناب حافظ نصیراللہ صاحب کی قیام گاہ پر آرام کیا اور صبح نماز کے بعد سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔

شجاع آباد کو ضلع بنانے کا مطالبہ

مجلس خدام صحابہؓ جلال پور پیروالا کا ایک اجلاس ڈاکٹر رشید احمد یزدانی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں حکومت سے ایک قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ شجاع آباد کو ضلع کا درجہ دے کر جلال پور پیروالا کو تحصیل بنایا جائے تاکہ علاقہ کے عوام کو اپنی مشکلات اور مسائل کے حل کے سلسلہ میں آسانی حاصل ہو۔

علاوہ ازیں مجلس خدام صحابہؓ کے راہنماؤں جناب عبدالرحمٰن جامی، حاجی نثار احمد قریشی، قاری محمد یعقوب نقشبندی اور میاں عبدالمجید نقشبندی نے ایک مشترکہ بیان میں عوام ایکسپریس کے حادثہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے شہداء کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ حادثہ کی تحقیقات جلد از جلد مکمل کر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔

لیبر پالیسی کے اعلان میں تاخیر پر تشویش

نظام العلماء پاکستان ٹوبہ ٹیک سنگھ کے راہنماؤں مولانا محمد عمر لدھیانوی اور احمد یعقوب چودھری نے ایک بیان میں لیبر

پالیسی کے اعلان میں تاخیر پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور وزیر محنت خان غلام دستگیر خان پر زور دیا ہے کہ وہ ذاتی دلچسپی لے کر لیبر پالیسی کے جلد اعلان کا اہتمام کریں۔ انہوں نے کہا کہ کمر توڑ مہنگائی کے اس دور میں محنت کشوں کے مسائل پر توجہ دینے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ یہ بے وسائل طبقہ مہنگائی سے سب سے زیادہ متأثر ہو رہا ہے۔

بقیہ: حضرت الامیر کا دورہ

موجود تھیں اور ان کے بعد عوام استقبال کے لئے لاتعداد سڑک کے دونوں طرف موجود تھے حضرت کی سواری دیکھ کر استقبالیہ جماعتوں نے خوشی سے جوش میں آکر فائرنگ کرنی شروع کر دی اور نعروں کی صدائیں فضا میں بلند سے بلند تر ہونے لگیں۔ یہ ایک ایسا منظر تھا کہ اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آیا۔ بڑے نظم و نسق اور نہایت باوقار طور پر استقبال کا اہتمام کیا گیا تھا۔ موسیٰ خیل پہنچ کر آپ نے ڈھائی گھنٹے نماز مغرب سے قبل خطاب فرمایا! اور اہل علاقہ نے اپنے عظیم دینی پیشوا کا خطاب سن کر بڑے جوش و خروش سے خوشی کا اظہار کیا اور حضرت سے ہر طرح مدارس عربیہ اور دینی امور میں دلچسپی اور تعاون کا یقین دلایا۔ یہاں سے فارغ ہو کر فورٹ منرو میں روانہ ہوئے۔ عشاء کے بعد جامع مسجد میں خطاب فرمایا۔ کثیر تعداد میں سامعین موجود تھے جنہوں نے آپ کو دینی و قومی امور میں ہر طرح کی امداد کا یقین دلایا۔ اس کے بعد آپ گستوئی روانہ ہوئے۔ اس تمام سفر میں راستے میں تلاوت کلام پاک اور ذکر اللہ ہوتا رہا۔ آپ تقریباً تین بجے رات گستوئی پہنچے۔ صرف ایک گھنٹہ آرام کیا اور پھر نماز فجر ادا کی اور اس کے بعد درس قرآن پاک دیا۔ دس بجے ایک دینی مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ دعا فرمائی اور ایک حافظ و دو مدرس مقرر فرمائے جن میں دو حضرت قاری صاحب غلام النبی مرحوم کے شاگرد ہیں۔ گستوئی سے آپ واپس فورٹ منرو میں تشریف لائے اور حضرت مولانا شمس الدین شہید کے والد، بھائی اور دیگر معززین و علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور مختصر سا درس قرآن ہوا۔ اور حضرت نے مدرسہ قائم کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ جس پر مرحوم کے بھائی اور والد نے ایک مسجد جس کا نام مکی تجویز کیا اور مدرسہ قائم کرنے کا وعدہ کیا۔ عوام نے ہر موقعہ پر حضرت کی توجہ دلانے سے مدارس کو دل کھول کر چندہ دیا اور آئندہ بھی امداد کرنے کا یقین دلایا۔

فورٹ منرو میں سے دو بجے کے قریب یہ اللہ والوں کا قافلہ تلاوت قرآن پاک اور ذکر اللہ کرتا ہوا اس قلیل وقت میں اتنا دور دراز کا سفر کرتا ہوا تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیتا ہوا واپس کوئٹہ روانہ ہوا اور ایک بجے رات مدرسہ مرکزی تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ پہنچا۔ حضرت کا پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود اس مختصر سے وقت میں اتنا طویل سفر کرنا اور پھر نیند و آرام کے میسر نہ ہونے کے باوجود گھنٹوں خطاب فرمانا! اللہ تعالیٰ کا انعام خصوصی ہے۔ اللہ رب العزت حضرت کا سایہ ہم پر تا دیر سلامت رکھے اور مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نوید مسرت

نظام العلماء صوبہ پنجاب کے سالار جناب حکیم محمد شفیع صاحب کے یہاں گذشتہ ماہ صاحبزادہ پیدا ہوئے۔ ان کا نام محمد معاویہ رکھا ہے جبکہ ۲۴ رمضان المبارک کو ان کے پوتا بھی تولد ہوا ہے۔ پوتے کا نام محمد ابوبکر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دونوں نومولودوں کو اسلام اور مسلک حقہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: شیخ القرآن

زندہ یادگار ہے ؂

بنا کردند خوش رسمی بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(ماہنامہ تعلیم القرآن
شیخ القرآن نمبر ۸۷)

باکمال اساتذہ سے اکتساب فیض کے بعد حضرت شیخ خود بھی یکتائے روزگار شخصیتوں میں شمار ہونے لگے تھے مگر آہ! موت کے بے رحم ہاتھ نے ملتِ اسلامیہ کا یہ گل سرسبد اور مسلمانوں کا غمخوار ہم سے چھین لیا۔

محترم سجاد بخاری نے تاریخ وفات مادہ اس شعر سے نکالا ہے اور اس شعر میں اجمالاً آپ کی تمام خوبیاں بھی جمع ہو گئی ہیں ؂

وہ دیکھو بے سروپا ہو گئے فکر و نظر
حکمت و دین و تقویٰ ذکر کرم وعظ و اثر

(بشکریہ نشیمن ایبٹ آباد)

نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۹ اگست ۸۱ء بروز ہفتہ ۲ بجے دن مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں طلب کر لیا ہے جس کی صدارت وہ خود فرمائیں گے۔ اجلاس میں موجودہ ملکی صورتحال میں جماعتی لائحہ عمل اور متعدد تنظیمی امور پر بھی غور کیا جائے گا مجلس شوریٰ کے اجلاس سے قبل اسی روز صبح ۹ بجے مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوگا جس میں متعلقہ امور پر ابتدائی صلاح مشورہ کیا جانے کا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مرکزی مجلس شوریٰ و مجلس عاملہ کے تمام ارکان سے گذارش ہے کہ وہ وقت مقررہ پر اجلاس میں شرکت فرمائیں۔

منجانب: (مولانا) عبید اللہ انور، ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

طلبہ کی سرگرمیاں — ظہیر میر

نظام تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں کر کے اسے اسلام کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ مولانا زاہد الراشدی

پاکستان میں اسلامی نظام کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ نظام تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں کر کے اسے اسلام کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام گکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام منعقدہ عید ملن پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے نظام العلماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور ہفت روزہ ترجمان اسلام کے مدیر اعلیٰ جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں اسلامی نظام کی کامیابی اور اسلامی قوانین پر عملدرآمد کی راہ میں جہاں فرقہ وارانہ کشمکش اور بیوروکریسی کا منفی رویہ رکاوٹ ہے وہاں ایک بڑی رکاوٹ یہ بھی ہے کہ قانون کے نفاذ کے ذمہ دار افراد اور اداروں کا مزاج اور تربیت اسلامی نظام کے مطابق نہیں ہے۔ عید ملن کی اس پروقار تقریب میں طلباء کے علاوہ معززین شہر کی بھاری اکثریت نے شرکت کی۔ مولانا زاہد الراشدی نے طلبہ کو تلقین کی کہ وہ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں اور قرآن و سنت کے ماہرین سے استفادہ کرتے ہوئے خود کو ذہنی و عملی طور پر اس بات کے لئے تیار کریں کہ وہ ملک میں اسلامی نظام کی کامیابی اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لئے مثبت اور اہم کردار ادا کریں۔ تقریب سے جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اوّل جناب ظفر یسین بٹ نے بھی خطاب کیا۔

"عزم نو" کا اجراء

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کا ماہنامہ ٹریکٹ "عزم نو" دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر پچھلے کچھ عرصے سے یہ سلسلہ بند کرنا پڑا تھا۔ اب انشاء اللہ آئندہ ماہ باقاعدگی سے شائع ہوا کرے گا۔ یاد رہے ادارہ "عزم نو" اس سے پہلے "عزم نو" کے نو ٹریکٹ اور بے مثل "اسلامی نظام تعلیم نمبر" شائع کر چکا ہے۔ جماعتی فیصلے کے مطابق یہ پرچہ بغیر تصویر کے ہوگا۔ باتصویر پرچہ چھاپنا یا کسی بھی سطح کی جمعیۃ کی طرف سے اسے شائع کرنا جماعتی پالیسی کے خلاف ہے۔ تمام ساتھیوں سے گذارش ہے کہ وہ اپنی خبریں۔ رپورٹیں۔ سرگرمیاں اور بیانات ماہنامہ "عزم نو" دفتر جمعیۃ طلبہ اسلام، ۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے پتہ پر ارسال کریں۔

(نوٹ) جو ساتھی پہلے مستقل خریدار ہیں انہیں پرچہ مفت بھیجا جائے گا۔

منجانب:

محمد ظہیر میر
ناظم عمومی
جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان

جہلم

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام شہر جہلم: جہلم کے طلبہ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم عمومی جناب ظفر یسین بٹ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور اجلاس کی صدارت فرمائی۔ اجلاس میں تنظیمی صورتحال کا جائزہ لیا گیا اور ایک کنوینر کمیٹی تشکیل دی گئی جو ۳۰ اگست تک معاونت سازی مکمل کر کے باقاعدہ الیکشن کرائے گی۔ فیصلے کے مطابق کنوینر جناب ظفر اقبال مقرر کئے گئے۔ اور ان کی معاونت کے لئے جناب خان ناصر خان صاحب کو منتخب کیا گیا۔

کمالیہ (ضلع فیصل آباد)

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام کمالیہ ضلع فیصل آباد کے کارکنان کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں اتفاق رائے سے تنظیم کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے سابقہ تنظیم کو معطل کر کے جناب رانا گلزار احمد خان کو کنوینر مقرر کیا گیا اور گورنمنٹ کالج کمالیہ کے طالب علم مہر فیض رسول کو ان کا معاون مقرر کیا گیا۔ یہ کمیٹی دو ماہ کی مدت میں الیکشن کرائے گی۔ اس کے علاوہ ایک مشاورتی کمیٹی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا جس میں جناب سہیل رعنا۔ رانا قمر الحق اور میاں ریاض شاہد شامل ہیں۔

علاوہ ازیں دفتر جمعیۃ طلبہ اسلام کمالیہ میں کارکنان کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت جناب رانا گلزار احمد خان منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع فیصل آباد کے نائب صدر

جناب ناصر علی کے والد کی وفات پر گہرے دُکھ اور غم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

قلات (بلوچستان)

جمعیۃ طلبہ اسلام قلات کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب قمرالدین پندرانی منعقد ہوا۔ اجلاس سے قلات شاخ کے ناظم عمومی جناب قمرالدین پندرانی نے خطاب کرتے ہوئے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں مکمل اتحاد پیدا کریں۔ انہوں نے طلبہ سے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ باطل قوتوں کے مقابلہ کے لئے نہایت تیزی سے کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام کے سوا کسی ازم کو برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ ہم حضرت درخواستی اور حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کی سربراہی میں اسلامی نظام کو نافذ کروانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ان اکابر کو مکمل حمایت اور تعاون کا یقین دلایا۔

مردان

(کنونشن کی تیاریاں جاری ہیں)۔

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان ضلع مردان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان کنونشن ۲۷، ۲۸ ستمبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس عظیم الشان کنونشن کی تیاریاں جاری ہیں۔ جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع مردان کے صدر جناب محمد نعیم نے اس سلسلہ میں گذشتہ روز جناب جاوید ابراہیم پراچہ اور جناب بہرام خان صاحب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد سے بات چیت کی جو بڑی مفید رہی۔ جناب محمد نعیم صاحب نے امید ظاہر کی ہے کہ یہ کنونشن ایک تاریخی کنونشن ہو گا۔ اس کنونشن سے حضرت الامیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب اور جناب ندیم اقبال اعوان صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان خطاب فرمائیں گے۔

سرائے عالمگیر (جہلم)

گذشتہ دنوں رمضان المبارک میں جمعیۃ طلبہ اسلام جہلم کے زیر اہتمام سرائے عالمگیر میں ایک پُروقار دعوتِ افطار کا اہتمام کیا گیا افطار کی اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب ظفر یٰسین بٹ تھے۔ انہوں نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس ملک میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک یہ ملک اسلامی نظام کے نفاذ سے منور نہیں ہو جاتا۔ انہوں نے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ جمعیۃ طلبہ اسلام کے پلیٹ فارم پر علماء حق کی قیادت میں اکٹھے ہو کر منظم طریقے سے اپنی کوششیں جاری رکھیں انہوں نے امید ظاہر کی کہ جمعیۃ طلبہ اسلام بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی۔ انہوں نے طلبہ کو محنت، لگن اور خلوص سے کام کرنے کی تلقین کی۔ اس تقریب سے جناب انور علی دہلوی، جناب ذوالفقار، جناب محمد صدیق اور جناب شاہد رفیق کنوینر جمعیۃ طلبہ اسلام سرائے عالمگیر نے بھی خطاب کیا۔

لالہ موسیٰ (ضلع گجرات)

رمضان المبارک میں جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع گجرات کے کارکنان نے لالہ موسیٰ میں ایک افطار پارٹی کا اہتمام کیا۔ افطار پارٹی میں طلبہ کی بھاری تعداد کے علاوہ معززین شہر نے بھی شرکت کی۔ جناب ظفر یٰسین بٹ ناظم عمومی جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے طلبہ کو تنظیمی صورتحال بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے کہا مجھے امید ہے کہ اگر آپ لوگوں نے خلوص اور محنت سے کام جاری رکھا تو انشاءاللہ بہت جلد ضلع گجرات میں جمعیۃ طلبہ اسلام ایک مؤثر حیثیت اختیار کر جائے گی۔ اس تقریب سے جناب شہزادہ محمد الیاس ظلمی نے بھی خطاب کیا۔

ساہیوال

۲۵ رمضان المبارک کو جمعیۃ طلبہ اسلام ساہیوال کے زیر اہتمام ایک افطار پارٹی کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلبہ اسلام ساہیوال کے سرپرست جناب مولانا مطیع الرحمٰن نے کہا کہ آپ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اس تقریب سے جناب حافظ اقبال صدر جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع ساہیوال اور ناظم عمومی جناب طاہر سلام اور نائب صدر جناب تنویر اسلام نے بھی خطاب کیا۔

علاوہ ازیں ۲۸ جولائی کو جامع مسجد نور ساہیوال میں جمعیۃ طلبہ اسلام کی مقامی اور ضلعی مجالس عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں ضلع ساہیوال کی رابطہ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جناب علی حسن صاحب نقوی کو اس رابطہ کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ اس کے علاوہ ان کے پانچ معاونین بھی ہوں گے۔

شکرگڑھ

جمعیۃ طلبہ اسلام شکرگڑھ کے زیر اہتمام ولی کامل شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک اجتماع جامع مسجد دین پور میں منعقد ہوا۔ حضرت مولانا حکیم محمد یاسین فاضل دیوبند نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

انہوں نے ۵۰ سال تک قرآن پاک کی خدمت کی۔ تحریک خلافت اور ہجرت سے لے کر تحریک ختم نبوت و احیاء اسلام تک ہر تحریک میں مثالی کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے اسلام دشمن طبقوں کو للکارا اور ان سے نبرد آزما ہوئے۔ اہل بدعت سے پنجہ آزمائی کی۔ انکار حدیث کے فتنہ کو موت کی نیند سلا دیا۔ انگریز اور ان کے گماشتوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اور سکندری وزارت کو برسر عام للکارا۔ حکیم صاحب نے طلبہ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔